فضائلِ تہجد

مع

عباداتِ شب

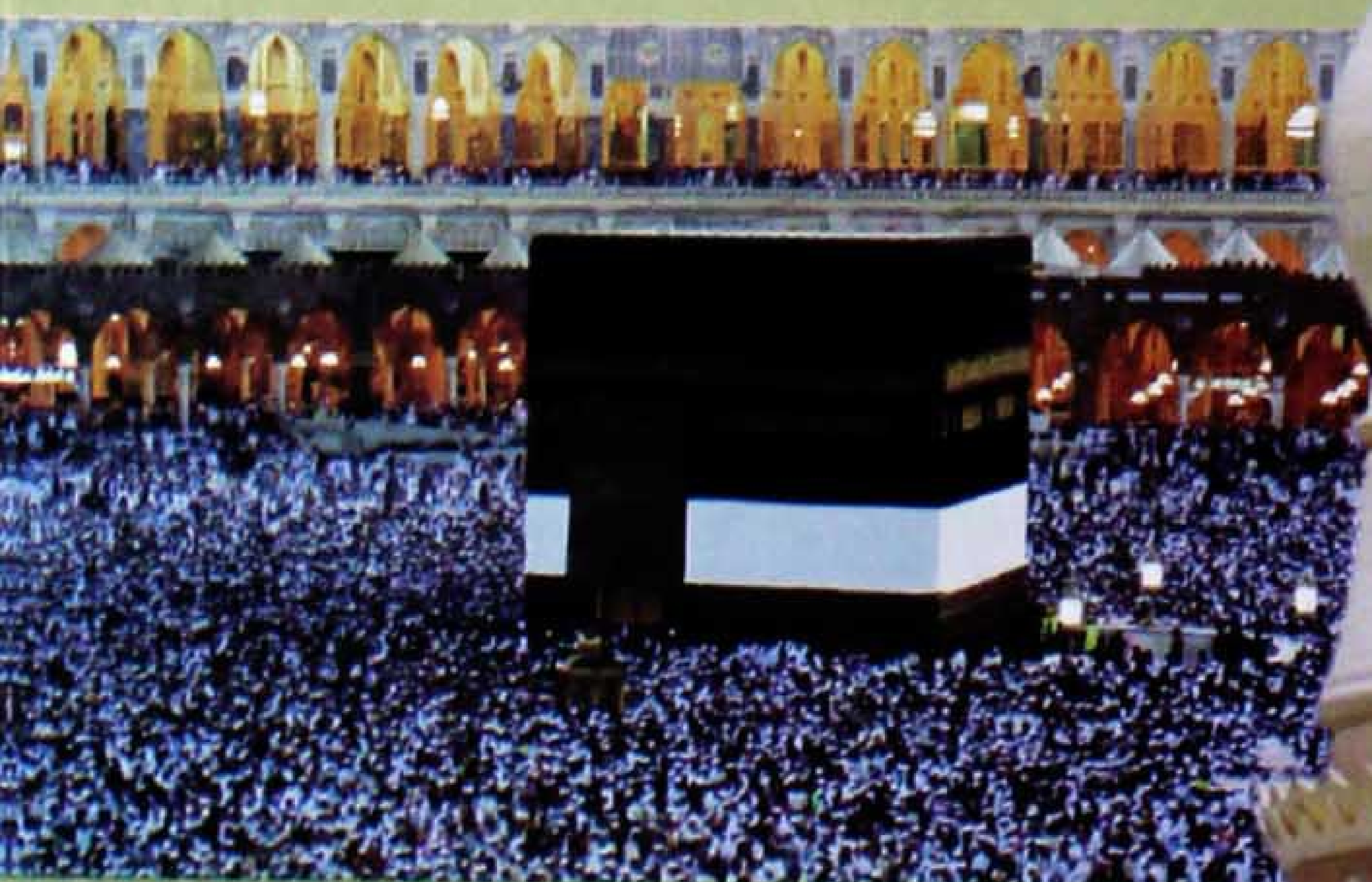

پیر سید ارتضیٰ علی کرمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائلِ تہجد

مع

عباداتِ شب

فضائل تہجد

مع

عبادتِ شب

پیر سیّد ارتضیٰ علی کرمانی

علم و دانش پبلی کیشنز
الوہاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0321-4339877 | 0300-4980245 | E-mail: alburhan_academy@yahoo.com

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

ھُوَ الْوَارِث

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : فضائلِ تہجد مع عباداتِ شب

مصنف : پیر سید ارتضیٰ علی کرمانی

سن اشاعت : نومبر ۲۰۱۴ء

تعداد : گیارہ سو

ناشر : صاحبزادہ سید محمد اسد رضا کرمانی

قیمت : 160 روپے

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	میری عرض	7
۲	چند ضروری باتیں	15
۳	وضو	15
۴	تیمم	17
۵	فرضِ نماز	17
۶	سنتیں	19
۷	قابلِ توجہ	20
۸	فضائل استغفار	23
۹	کلمہ شریف کی فضیلت	27
۱۰	درود شریف کی فضیلت	35
۱۱	دورانِ نماز مسنون دُعائیں	51
۱۲	اللہ کی پناہ مانگو	66

۱۳	نمازِ تہجد	80
۱۴	طریقہ	100
۱۵	تہجد کے بہترین اوقات	104
۱۶	ہفتہ بھر کی راتوں کی نمازیں	130
۱۷	جمعہ کی رات کی نماز	130
۱۸	ہفتہ کی رات کی نماز	131
۱۹	اتوار کی رات کی نماز	131
۲۰	پیر کی رات کی نماز	132
۲۱	منگل کی رات کی نماز	133
۲۲	بدھ کی رات کی نماز	134
۲۳	جمعرات کی رات کی نماز	134
۲۴	رجب کے پہلے جمعہ کی شب کی فضیلت	142
۲۵	ماہ رجب کی پہلی رات کی فضیلت	144
۲۶	صلوٰۃ التسبیح	148

میری عرض

الحمد للّٰہ رب العالمین۔الصلوٰۃ والسلام علیك
سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم

بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کو سزاوار ہیں جو کہ تمام معلوم اور نامعلوم مخلوقات کا پالنے والا ہے۔ بے شک اللہ کریم علیم وخبیر ہی سب سے اچھا خالق ہے۔اس کی خالقیت کی گواہی چشم بینا کو ہر چہار جانب دکھائی دیتی ہے۔ وہی ہے کہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور وہی ہے جس کے حکم سے ہر چیز نابود ہو جائے گی اور وہی قادرِ مطلق ہے کہ جس کے حکم سے بروز قیامت ہر انسان دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

بلاشبہ اسی اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق کی عبادت ہر کائنات کی ہر چیز کرتی ہے اور اس کی کبریائی ہمہ وقت بیان کرتی ہے کیونکہ وہ ہے ہی عبادت کے لائق کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

زیرِ نظر کتاب اگرچہ کم صفحات پر مشتمل ہے مگر فقیر نے اپنی سی یہ کوشش ضرور کی ہے کہ حتی الامکان معلومات مصدقہ اپنے قارئین کرام

تک پہنچا سکے۔ بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے کہ نماز کی اولین شرط تو حضورِ قلب ہے یعنی جب بندہ مصلّٰی پر کھڑا ہو کر پڑھے تو اس کے دل و دماغ پر اس کے معانی بھی اثرانداز ہوں۔

جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت غوث بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید خواجہ حسن افغان نامی جو کہ صاحب ولایت اور حضرت غوث بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی گلی میں سے گزر رہے تھے کہ مسجد میں اذان کی آواز سنائی دی۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب نماز ختم ہو چکی تو آپ نے لوگوں کے چلے جانے کا انتظار کیا جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو آپ نہایت آہستگی سے امام کے پاس آئے اور کہا۔ امام صاحب! جب آپ نے نماز شروع کی تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ آپ یہاں سے دہلی گئے اور وہاں سے غلام خریدے۔ پھر ان غلاموں کو خراسان لے گئے اور پھر وہاں سے ملتان چلے اور میں آپ کے ساتھ سرگرداں رہا۔ آخر آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ یہ کس قسم کی نماز ہے۔

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب بھی بندہ نماز میں مشغول ہو تو اس کو چاہیے کہ پوری طرح اپنا دھیان نماز ہی میں مرکوز رکھے نا کہ دیگر عوامل کی طرف۔ نماز سے مراد ہر طرح کی نماز ہے خواہ فرض ہو سنت ہو یا نفل نماز ہو جب تک پوری طرح حضورِ قلب نہ ہو تو اس کا پورا پورا فائدہ بھی حاصل نہیں ہو پاتا ہے۔

سیر الاولیاء کے صفحہ نمبر ۶۰۴ پر درج ہے کہ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں کہ آداب علم کا دو تہائی حصہ ہیں۔ اس لئے کہ علم سے عزت حاصل ہوتی ہے اور آداب سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ اس کا مقصد کیا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں رکوع تو ایک ہے اور سجدے دو ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رکوع دراصل عبودیت کا دعویٰ ہے اور سجدے اس کے گواہ ہیں اور مومنین کے لئے سجدوں میں اشارہ ہے ان کی پیدائش اور موت اور پھر زندہ کئے جانے کی طرف یعنی پہلے سجدے میں اشارہ ہے زندہ کئے جانے کی طرف یعنی ''منہا فلقنا کم'' اور دوسرے سجدے میں اشارہ ہے موت کی طرف یعنی ''وفیہا نعید کم'' اور سجدے سے سر کا اٹھانا موت کے بعد اٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

یعنی ''منہا نخر جکم تارۃ اخری'' اور سجدے کی خوبی یہ ہے کہ ہاتھوں کو پھیلائے اور کوھوں کو اوپر اٹھائے اور اعضاء میں کشادگی کرے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ خوی الفرس کے معنی آتے ہیں کہ گھوڑے نے اپنے ہاتھ پیر ہوا کھانے کے لئے کشادہ کر دیئے۔''

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب مرد نماز پڑھے تو کشادگی رکھے اور جب عورت نماز پڑھے تو سمٹی رہے اس طرح کہ بازو پہلوؤں سے ملا لیا کرے، یہاں تک کہ اس سمٹنے کے درمیان پیٹ زمین سے مل سا جائے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ کثرت سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے تمام گناہ اس کی پیٹھ پر جمع ہو جاتے ہیں جب وہ رکوع میں جاتا ہے تو یہ گناہ اکٹھے ہو کر اس کے بائیں کندھے پر آجاتے ہیں۔ پھر سرک کر اس کی گردن پر آرہتے ہیں اور جب وہ سجدے میں جاتا ہے تو یہ سارے گناہ زمین پر گر جاتے ہیں۔ اب یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ اس پر ڈال دے۔

سیر الاولیاء میں مرقوم ہے کہ ایک بزرگ بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کرتے تھے کہ مجھ کو محض اپنی ربوبیت کے ساتھ باقی نہ رکھ، بلکہ متابعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ باقی رکھ۔ ان سے جب کسی نے پوچھا کہ آخر یہ کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ محض الوہیت میں دو باتیں ہوتی ہیں کہ یا تو انسان عرش پر ہوتا ہے یا تحت الثریٰ میں، مگر محفوظ وہی رہتا ہے جس کی اتباع رسول کریم ﷺ کی توفیق رہنمائی کرے۔

کیونکہ اللہ کریم نے رسول کریم ﷺ کی شریعت کو کسی نبی کی شریعت سے منسوخ نہیں کیا تو وہ سالک کی اس خواہش پر کیسے منسوخ کر سکتا ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ شریعت کا خطاب اٹھا جائے اور احکامِ شریعہ نہ ماننے پر عتاب زائل ہو جائے تو یقیناً وہ جاہل ہے۔ ''واعملوا ماشئتم '' یہ آیت کفار کے لئے نازل ہوئی ہے۔

جیسا کہ طبیب جب مریض کی صحت سے مایوس ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اس کو جو یہ مانگے دے دو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان دونوں کا حال کس قدر مختلف ہے۔ ایک تو وہ ہے کہ جو جنت الفردوس میں بغیر

حساب کتاب کے داخل ہوگا اور دوسرا وہ ہے کہ جو حساب کے بعد داخل ہوگا۔

مرقوم ہے کہ ایک بزرگ بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کرتے تھے کہ ''مجھ پر اپنا احسان عظیم فرما اور مجھے حد درجہ عبادات کا ذوق و شوق عطا فرما کہ اس میں میری نجاتِ اخروی پنہاں ہے۔'' یقیناً وہ بندہ حد درجہ خوش نصیب ہے کہ جس کو عبادت میں ذوق محسوس ہو اور دورانِ عبادت اسے تکلیف اور پریشانی وغیرہ کا قطعاً احساس نہ ہو۔

اکثر اوقات ہم یہ لوگوں سے سنتے ہیں کہ نفل نماز باجماعت ادا نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ عام طور پر صلوٰۃ التسبیح باجماعت ادا کی جاتی ہے اور اس پر اعتراض بھی کیا جاتا ہے تو اس ضمن میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''نماز نفل باجماعت بھی ادا کی جاسکتی ہے بعض مشائخ اور بزرگوں نے یہ نماز جماعت سے بھی ادا کی ہے۔''

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''ایک شب براۃ شیخ شیوخ العالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جو نماز آج کی رات پڑھنے کا حکم ہے اس کو ادا کرو اور امامت تم کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کی دلیل یہ ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے۔

جب دو تہائی رات گزر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوکر اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار

آخر سورۃ تک پڑھی۔ پھر اٹھ کر وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور وضو کیا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوگا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز توڑ کر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے برابر کھڑا کر لیا اور نماز شروع کی۔ نماز کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم کیوں پیچھے ہٹے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا ہوتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسنِ ادب سے خوش ہوئے اور میرے حق میں دُعائے خیر فرمائی کہ اے اللہ کریم اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

ہمارے ہاں بعض اوقات لوگ نفل کو اس قدر اہمیت نہیں دیتے اس سلسلہ میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی بندہ نماز نفل ادا کر رہا ہے اور اچانک کوئی بزرگ آجائے تو کیا وہ نماز کو چھوڑ کر مشغول ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں! بلکہ اس کو چاہیئے کہ پہلے نماز کو پورا کرے۔

اس کے بعد پوچھنے والے نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے نوافل ادا کر رہا ہے اور اسی دوران اس کا پیر آجائے تو ظاہر ہے کہ پیر کی قدم بوسی میں بڑی سعادتیں ہیں اور مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ قدم بوسی کا ثواب نفلی نماز سے سو گنا زیادہ ہے اس کے جواب میں آپ

نے ارشاد فرمایا کہ شرع کا حکم تو یہی ہے کہ پہلے بندہ اپنی نماز پوری کرے خواہ نفلی ہی کیوں نہ ہو۔

اس سلسلہ میں بعض اوقات یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ اگر کسی کا مرید نماز ادا کر رہا ہے تو پیر صاحب نے اگر اس کو آواز دے دی تو اسے چاہیئے کہ نماز توڑ کر اپنے پیر کی بات سنے۔ گزارش یہ ہے کہ پیر صاحب بھی اس کو ایسے وقت میں آواز نہیں دے سکتے جب کہ وہ دیکھ لیں کہ ان کا مرید نماز ادا کر رہا ہے چنانچہ اگر مرید اپنے پیر سے بعد از ادائیگی نماز یہ بتا دے کہ جب انہوں نے اس کو یاد فرمایا تو وہ نماز ادا کر رہا تھا تو یقینی بات ہے کہ اس کا پیر اس بات پر ہرگز خفا نہ ہوگا بلکہ ہمارے خیال میں تو وہ حد درجہ خوش ہوگا کہ اس کے مرید نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو فوقیت دی نہ کہ اس کو۔

ایک صالح بزرگ کا قول ہے کہ عقل مند اور ہوشیار آدمی جب بھی نفل ادا کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی فوت شدہ فرض نمازوں کی نیت کرے۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ کسی کی کوئی بھی نماز فوت نہیں ہوئی تو پھر بھی یہ احتمال تو ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی کوئی نماز فوت ہوگئی ہو جس کا علم اس کو نہ ہو چنانچہ فجر کی سنتوں کو ادا کرنے لگے تو قضا شدہ فرض کی نیت کر لے کہ جس کا حق اس پر ہے اور ظہر کے وقت میں بھی ایسا ہی کرے یونہی باقی نمازوں میں کر لیا کرے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کوئی بھی کسی بھی بلند تر درجہ تک پہنچا ہے تو یقیناً اپنے حسن عمل ہی کی بدولت پہنچا ہے اگرچہ فیض اس کو اللہ کریم ہی

کی طرف سے نازل ہوتا ہے لیکن بندے کو بھی اس کے لئے اپنی پوری پوری کوشش کرتے رہنا چاہیئے اسی لئے صالحین کرام نے راتوں کی عبادات کو بہت ہی اعلیٰ و افضل قرار دیا ہے کیونکہ یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ بندہ ساری رات خوابِ خرگوش کے مزے لوٹتا رہے اور خواہش اس بات کی کرے کہ اس کو بلند درجہ حاصل ہو جائے گا یہ بہت ہی ناممکن بات ہے۔

اللہ کریم علیم و خبیر کی بارگاہ عالیہ میں دُعا ہے کہ ہم سب کو عبادات کا ذوق و شوق عطا فرمائے۔ ہمیں صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں گناہوں سے بچنے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کریم ہمارے نیکوں کے صدقے ہمارے گناہکاروں کی بخشش فرمائے اور ہماری اولادوں کو نیک اور صالح بنائے۔ ہم سب کو اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ کی سنتِ مطہرہ پر کماحقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہنے اور درگزر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ — خاکپائے سگِ سگان کوئے مدینہ
جولائی ۲۰۱۱ء — سیّد ارتضٰی علی کرمانی
0321-4339877 — البرہان اکیڈمی
الوہاب مارکیٹ، اُردو، بازار، لاہور

چند ضروری باتیں

اصل موضوع پر آنے سے قبل یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ چند ضروری امور پر بات کر لی جائے جو کہ اگرچہ بے حد اہم نوعیت کے ہیں مگر ان پر ذرا کم ہی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ فقیر سے عام طور پر ان باتوں کے بارے میں سوال کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان چند امور پر آپ کی خدمت عالیہ میں معلومات فراہم کی جارہی ہیں تاکہ وہ لوگ جو کسی سے پوچھنے میں ہچکچاتے ہیں وہ ان سے راہنمائی حاصل کرسکیں۔

وضو:۔

کسی بھی عبادت کو سرانجام دینے کے لئے وضو لازم ہے۔ عرض یہ ہے کہ وضو میں چار فرض ہیں۔

① منہ کو ماتھے تک دھونا اور ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں تک۔

② دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔

③ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

④ دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک اچھی طرح دھونا۔ اگر ان چار چیزوں میں سے کوئی ایک بال بھی خشک رہ گیا یا جسم کا کوئی حصہ خشک رہ گیا تو پھر وضو درست نہ ہوگا۔

سنتیں یوں ہیں کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک اچھی طرح دھوئے تین مرتبہ، اس کے بعد تین مرتبہ کلی کرے، مسواک سمیت، مسواک اگر نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو صاف کر لے، اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے، پانی داہنے ہاتھ سے ناک میں ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑے، اس کے بعد تین مرتبہ منہ کو دھوئے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، اس کے بعد ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کر کے کانوں کا مسح کرے اور سب سے آخر میں دونوں پاؤں گھٹنوں تک اچھی طرح دھوئے۔ یاد رہے کہ وضو کرتے ہوئے دنیاوی امور پر گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بہت زیادہ پانی بھی استعمال کرنا مناسب خیال نہیں کیا جاتا ہے۔

وضو کے نواقض یوں ہیں کہ جو بھی نجاست بندے کے آگے یا پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح لہو یا پیپ کے نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر تکیہ لگا کر سو جائے یا کروٹ لے کر سویا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہاں اگر نماز پڑھ رہا ہو اور غنودگی طاری ہو جائے تو نماز کے دوران میں وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ وضو کے دوران جب وہ اپنے پاؤں دھوتے ہیں تو اپنے سیدھے ہاتھ سے پاؤں دھو لیتے ہیں۔

یاد رہے کہ پاؤں کو بائیں ہاتھ سے ہی دھونا چاہئے۔

تیمّم:۔

اگر کسی کو پانی میسر نہ ہو، یا پانی سرد ہونے کی وجہ سے بیماری کا اندیشہ ہو تو پاک مٹی پر تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے۔ پہلے تیمّم کی نیت کرے کہ میں تیمّم کرتا ہوں۔ واسطے ناپاکی کے دور ہونے کی اور درست ہونے کی نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر منہ پر ملے۔ پھر زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ملے اور اسی طرح ملے کہ جیسے پانی سے دھویا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ جونہی پانی مل جائے گا تو تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

فرض نماز:۔

نماز میں تیرہ فرض ہیں۔ ان میں چھ (۶) اندر کے اور سات (۷) باہر کے ہیں۔

① بدن پاک ہونا
② لباس پاک ہونا
③ نماز کی جگہ پاک ہونا
④ ستر ڈھانکنا
⑤ وقت پر نماز پڑھنا
⑥ قبلہ کی طرف کھڑا ہونا

⑦ نماز کی نیت دل میں کرنا۔ یعنی اپنے دل میں جس وقت کی نماز ادا کر رہا ہو اس کی نیت کرے۔

اس کی مختصر تفصیل کچھ یوں کہ اگر بندے کے بدن میں کوئی زخم ہو یا کوئی پھوڑا ہو جس سے خون یا پیپ بہت ہو یا کسی کا پیشاب ٹپکتا رہتا ہو یا دست بند نہیں ہوتے یا نکسیر چلتی رہتی ہے بند نہیں ہوتی تو اس کے لئے ہر نماز کے لئے وضو ضروری ہے۔

اسی طرح مرد کو ستر ڈھانکنا ناف سے زانو سمیت گھٹنوں تک ہے اور عورت کے لئے پورا جسم ڈھانکنا فرض ہے سوائے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے۔

چھ فرض داخل نماز جو ہیں وہ درج ہیں۔

① تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کرنا۔

② کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔

③ قرأة کرنا یعنی قرآن مجید پڑھنا۔

④ رکوع کرنا۔

⑤ سجود کرنا۔

⑥ التحیات کے لئے بیٹھنا

ان میں سے کوئی ایک بھی کسی بلا عذر شرعی چھوٹ گیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر علالت ہو یا کمزوری ہو یا کوئی چوٹ وغیرہ لگی ہو تو پھر بیٹھ کر محض اشاروں سے بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

سنتیں:۔

نماز میں سنت موکدہ بارہ ہیں۔

① دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو تک اٹھانا۔ جبکہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور ہاتھ بالکل سیدھے کھلے ہوئے ہوں۔

② دونوں ہاتھوں کو باندھ کے نماز ادا کرنا۔

③ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھنا۔ پہلی رکعت میں۔

④ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنا، پہلی رکعت میں۔

⑤ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا۔

⑥ تکبیریں انتقالات کی کہنا یعنی اٹھتے بیٹھتے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا۔

⑦ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھنا۔

⑧ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہہ کر رکوع سے کھڑے ہونا۔

⑨ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین مرتبہ پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھنا۔

⑩ التحیات میں درود شریف پڑھنا۔ درود ابراہیمی پڑھنا ہی مستحب ہے۔

⑪ درود شریف کے بعد دعا پڑھے۔ کوئی بھی دعا یاد کرلے۔ مگر

قرآن میں سے یا حدیث میں سے ہو۔

⑫ الحمد شریف کے اختتام میں آمین کہنا آہستگی کے ساتھ۔

قابلِ توجہ:-

اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض اصحاب نماز کی ادائیگی میں بڑی ہی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں۔ چند ضروری امور پیشِ خدمت ہیں تاکہ نماز کی ادائیگی درست ہو سکے۔

مرد حضرات اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھائیں جبکہ خواتین صرف کاندھوں تک ہاتھوں کو بلند کریں۔ اب دونوں ہاتھوں کو مرد حضرات ناف کے اوپر باندھ لیں اور خواتین سینے پر باندھیں مگر طریقہ دونوں کا یہ ہوگا کہ بایاں ہاتھ نیچے اور دایاں اوپر ہوگا۔ اس کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر نماز شروع کریں۔ جب الحمد شریف اور سورۃ شریف پڑھ لیں تو رکوع میں جانا ہے۔ رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کر کے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے تھام لیں اور دونوں بازو بالکل سیدھے رکھیں جبکہ اپنا سر اور کمر کو بالکل ہموار رکھیں یعنی سر اونچا نہ ہو۔ دورانِ رکوع سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کم از کم تین مرتبہ پڑھے اور سر اٹھاتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ...... رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔

یاد رہے کہ اگر نماز باجماعت ہو تو پھر مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے گا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ امام صاحب کہیں گے۔ یہ کہہ کر بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔ یہ نہیں کہ رکوع سے سر اٹھانے کا محض

اشارہ کیا اور جلدی سے سجدہ میں چلے گئے۔

اب سجدہ میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہہ کر پہلے زمین پر اپنے گھٹنے لگائیں پھر ہاتھوں کی ہتھیلیاں رکھیں مگر ہاتھوں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ دونوں بازوؤں کو بغلوں سے، پیٹ کو رانوں سے اور پنڈلی کو مرد زمین سے دور رکھیں جبکہ خواتین ملا کر رکھیں۔ سجدہ میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ کر سجدہ سے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائیں۔ دوران سجدہ پیروں کی انگلیاں زمین کے ساتھ لگی رہیں۔

جب دونوں رکعتیں پوری ہو جائیں تو پھر قعدہ کے لئے بیٹھنا ہے وہ اس طرح کہ داہنا پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کریں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جائیں جبکہ دونوں ہاتھوں کو زانو پر رکھ کر التحیات پڑھیں۔ جبکہ خواتین اس طرح بیٹھیں کہ دونوں پاؤں دہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھیں۔

ہم نے یہ چند صفحات نہایت ہی اختصار کے ساتھ رقم کر دیئے ہیں کہ وہ لوگ جو نوافل وغیرہ کو ادا کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں ان کی کچھ راہنمائی ہو سکے۔ اسی لئے ہم نے تمام باتوں کو مختصر انداز میں لکھا ہے تاکہ طوالت سے بچا جائے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دورانِ نماز عمل کثیر کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ عملِ کثیر وہ ہوتا ہے کہ جو کام دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نمازی جب رکوع سے یا سجدہ سے کھڑے ہوتے ہیں تو اپنی قمیض کو پیچھے سے دونوں ہاتھوں سے درست کرتے ہیں

یا سجدہ میں جاتے وقت شلوار پاجامہ کو اوپر اٹھاتے ہیں اگر یہ عمل دونوں ہاتھوں سے کیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

اسی طرح ہنسنے سے بھی اگر آواز بلند ہو تو نماز قائم نہیں رہتی۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے ہم اپنی اپنی نماز کو ضرور درست کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھا راستہ اختیار کرنے کی اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فضائل استغفار

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے کثرت سے استغفار کیا تو اس کے لئے اللہ کریم ہر ایک غم و فکر سے کشادگی اور ہر ایک تنگی مقام سے فراغت عطا فرماتا ہے اور اس کو رزق ایسی جگہ سے عطا فرماتا ہے کہ وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔''

مؤمنین اور مومنات کے لئے تو اللہ کریم عزوجل نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اسی طرح ایک دوسری آیہ مبارکہ میں ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ:

وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ، وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً

''یعنی میں تو بذاتِ خود ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔''

یہ محض ہم جیسے عاصیوں کو رغبت دلانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا وگرنہ ہمارے آقا و مولیٰ کو بھلا اس کی ہماری طرح کیا ضرورت تھی۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے گناہوں کو معاف کروانے کے لئے استغفار کیا جاتا ہے۔ مگر ثابت یہ ہوتا ہے کہ اس سے بندے میں عاجزی و انکساری پیدا ہوتی ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

اَسْتَغْفِرُوْا فَاِنَّ لَمْ تَسْتَغْفِرُوْا فَلَنْ یَّغْفِرِ اللّٰہُ

یعنی ''استغفار کیا کرو اگر استغفار نہ کرو گے تو ہرگز بخشے نہ جاؤ گے۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کی کثرت کیا کرو۔ مجھے قسم ہے اس خدائے پاک کی کہ جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، استغفار گناہوں کو اسی طرح جلا ڈالتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کی (یعنی مرض کی) کوئی نہ کوئی دوا ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی رات کو سوتے وقت:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

تین مرتبہ پڑھ لے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے بازار میں جاتے اور آتے وقت استغفار ضرور پڑھتے رہا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور نہ ہو جاؤ۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو غموں نے گھیر رکھا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے اکثر اوقات میں استغفار کو پڑھنا لازم کرے۔ تمام غم دور بھاگ جائیں گے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر کیا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مومن کا رزق استغفار پڑھنے سے بڑھ جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور کوئی کفارہ اس کے لئے نہیں کرتا تو اس کا رزق اس کے کفارہ میں آ جاتا ہے جس سے اس کے معاش میں تنگی آ جاتی ہے اور جب وہ استغفار کرنے لگتا ہے اور گناہوں کی معافی چاہنے لگتا ہے تو اس وقت یہ استغفار اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کا رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی سید الاستغفار کو پڑھتا رہے گا وہ مرنے کے بعد بہشت میں جائے گا۔ اس کی دیگر مستند کتب میں بھی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

سید الاستغفار درج ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ

لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اس استغفار کو ایک مرتبہ پڑھے گا وہ بخشا جائے گا، جو کوئی دو مرتبہ پڑھے گا اس کے ماں باپ بھی بخشے جائیں گے اور جو کوئی تین مرتبہ سے زائد پڑھے، وہ اور اس کے والدین اور اس کے تمام قرابتی بھی بخش دیئے جائیں گے۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی ہر نماز کے بعد تین مرتبہ:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

پڑھے گا اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ اگرچہ بہت زیادہ ہوں۔

حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے ماں باپ، خویش و اقارب اور عام مسلمانوں کے لئے ضرور مغفرت چاہا کرو کیونکہ اللہ کریم استغفار سے سب مومنوں کو بخش دیتا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سب بخیلوں میں سے وہ سب سے بدتر بخیل ہے جو کہ اپنے سوا دوسروں کے مغفرت نہ چاہے۔

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم جب دعا کے لئے ہاتھوں کو بلند کریں تو محض اپنی ذات کے لئے ہی دعا نہ مانگیں بلکہ اپنے اہل و عیال، والدین، بہنوں اور بھائیوں، عزیز و اقارب اور جملہ مسلمین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں التجا کریں۔ اس طرح بزرگوں کا ارشاد ہے کہ دعا ضرور درجۂ قبولیت حاصل کرتی ہے۔

کلمہ شریف کی فضیلت:-

نافع المسلمین میں رقم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ میں نے سنا جبرئیل علیہ السلام سے کہ اللہ تعالیٰ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نہیں نازل کیا کوئی کلمہ جو کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے افضل و اعلیٰ ہو۔ اس کلمہ سے روئے زمین پر اس کی برکت سے قائم ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل و درخ اور دریا۔ آگاہ رہو کہ یہی کلمہ اخلاص ہے اور آگاہ رہو کہ یہی کلمۂ شفاعت ہے۔ آگاہ رہو کہ یہی کلمۂ برتر ہے آگاہ رہو کہ یہی کلمۂ مغفرت ہے۔ آگاہ رہو کہ یہی کلمۂ بزرگ ہے، آگاہ رہو کہ یہی کلمہ مبارک ہے۔ اگر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں آسمان و زمین اور دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ رکھ دیا جائے تو یہ کلمہ ہی وزن میں زیادہ نکلے گا۔

آسمان و زمین میں سے جس نے بھی ایک مرتبہ یہ کلمہ ادا کیا اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کے گناہ دریا کی جھاگ کی مانند ہی کیوں نہ ہوں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی سماعت سے خبر دی کہ کلمۂ طیبہ کے گیارہ نام ہیں جو کہ بنا بر عظمت و شرف جواد پر مذکور ہوئے۔ حق تعالیٰ قرآن کریم میں مختلف ناموں سے فرماتا ہے۔

① اول کلمۂ طیب وَاِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ اور اسی کی طرف صعود

کرتے ہیں پاک کلمے۔

۲ کلمہ طیبہ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۳ کلمہ استقامت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یقیناً ان لوگوں نے کہا صدق دل سے کہ پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر اس اعتقاد پر جم گئے اور مداومت کی ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی۔

۴ کلمۂ طیبہ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُسی کے لئے ہیں (یعنی پروردگار عالم کے قبضۂ قدرت میں ہیں) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مراد اس کلمہ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی ہے۔

۵ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى حضرت علی کرم اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کلمۂ تقویٰ سے مراد کلمۂ طیبہ ہے۔

۶ کلمۂ عدل اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے میں برابری و امتیاز اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

۷ قول سدید وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور جب بولو تو اچھے اور پسندیدہ بول بولو۔

۸ کلمہ من وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ اور بر و احسان تو اسی کا مقبول ہے جو کہ ایمان لایا۔

۹ کلمۂ عہد اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا اسی نے فلاح و نجات پائی جس نے اللہ کے نزدیک عہد لیا۔

۱۰ کلمۂ احسان هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ احسان کا بدلہ تو

احسان ہی ہے۔

⑪ کلمہ دین اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے دین خالص۔

⑫ صراط حمید وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ اور ہدایت پا گئے صراط حمید کی طرف

⑬ صراط مستقیم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ حکم ہوا کہ ہماری درگاہ میں دعا کیا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ دکھلا۔

⑭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى جن لوگوں نے احسان و نیکی کی ہے ان کے لئے تو نیک جزا ہی ہے۔

⑮ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ اور کوئی نیک قول اس سے بہتر نہیں ہے کسی کے لئے کہ جو بلائے اللہ تعالیٰ کی طرف یعنی کلمہ توحید کی طرف اور وہ ہے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

کلمہ طیبہ کے چند فضائل:۔

تحقیق شدہ اور تسلیم شدہ بات ہے کہ کوئی بھی کلمہ اس سے بہتر نازل نہیں ہوا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے کہ اگر ستر برس کا کوئی کافر محض ایک مرتبہ صدق دل سے اس کو ادا کرے گا تو وہ بہشتی ہو جائے گا اور دشمن ہو گا تو دوست بن جائے گا۔ دور ہے تو نزدیک ہو جائے گا، خوار ہے تو عزیز ہو جائے گا، دوزخی ہے تو جنتی ہو جائے گا۔ یہ آسمان و زمین اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور ساکنان بحر و بر اسی کلمہ کی برکت سے قائم و

دائم ہیں۔

یہ کلمہ طیبہ کلمۂ شفاعت ہے کہ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کی شفاعت روز حشر نصیب ہو گی اور تمام انبیائے کرام اور فرشتوں اور اولیائے کرام اور مومنوں اور مومنات کی شفاعت نصیب ہو گی بلکہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بھی شفاعت کا منصب عطا ہو گا۔

یقیناً یہ کلمہ کلمۂ نجات ہے۔ دنیا و عقبیٰ میں، دنیا میں قتل و غارت اور جزیہ و قید و بردہ ہونے سے۔ عقبیٰ میں عذاب نار سے۔ یعنی کیسے کیسے ہی کسی سے گناہ سرزد ہوئے ہوں مگر جب کسی کا خاتمہ کلمۂ طیبہ پر ہو گا تو وہ ضرور بخشا جائے گا۔

یہ کلمہ یعنی کلمہ طیبہ بلند درجہ کا ہے کیونکہ ساکنان زمین اور ساکنان آسمان سبھی کو اس کلمہ سے شرف و بزرگی حاصل ہوئی ہے۔ تمام رسول اور انبیاء اسی کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ حاملان عرش کو اسی سے قوت و طاقت حاصل ہے۔ ملائکہ کو اسی سے طمانیت ہے۔ زمین و آسمان کو اسی سے سکون ہے۔ جانوروں کو جو پانی میں رہتے ہیں اسی کی تسبیح ہے۔ صحرائی جانور بھی اسی کا وظیفہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں موجود ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ منبر پر وعظ ارشاد فرما رہے تھے کہ معاً ایک اعرابی حاضر ہوا اور آ کر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں بڑا سخت گناہ گار ہوں اور گناہ بھی بہت سے رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ ﷺ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر

ہوا تو اس نے عرض حال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے گناہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔

اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے گناہ مینہ کی بوندوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گناہ بیابان کی ریت سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گناہ اللہ کریم کی رحمتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ شخص اس کے جواب میں چپ رہا اور رونے لگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ غم نہ کھاؤ اور پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یقیناً اللہ کریم تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اگرچہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جو کوئی بھی اس کلمہ کو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں بیس ہزار نیکیاں لکھے گا اور جو کوئی ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے گا تو اس کے اور بہشت کے درمیان کوئی حجاب نہ ہو گا مگر موت یعنی مرتے ہی سیدھا بہشت میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی رات کو دو سو مرتبہ اور دن کو دو سو مرتبہ یہ کلمہ کہے گا تو اس کو تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمان و زمین کی عبادت کے برابر ثواب اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی

سات روز تک برابر کلمہ پڑھے گا اللہ کریم عزوجل اس کو سات چیزیں عنایت فرمائے گا۔

① آسانی سکرات موت۔

② دنیا سے باایمان انتقال کرے گا۔

③ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

④ منکر ونکیر کا سوال آسان ہوگا۔

⑤ بروز قیامت نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

⑥ اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔

⑦ پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ پروردگار عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کیوں غم ناک ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امت کا بہت خیال ہے کہ دیکھئے ان کا حال قیامت کے دن کیا ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کافروں کے حق میں آپ متفکر ہیں یا اہل اسلام کی طرف سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے والوں کی طرف سے متفکر ہوں۔

پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور قبیلہ بنی سلمہ کے مقبرے میں لے گئے اور وہاں جا کر ایک نہایت پرانی قبر پر اپنا پر مارا اور کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وہ مردہ قبر سے یہ کہتا ہوا اٹھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اس نے تعجب سے پوچھا کہ کیوں مجھے خواب راحت سے جگا دیا۔ دیکھا اسے تو اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تیرے دیدار کے سبب سے تجھ کو جگا دیا تھا اب تو آرام کر۔ چنانچہ وہ دوبارہ اپنی قبر میں جا کر لیٹ گیا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دوسری قبر پر اپنا پر مارا اور کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اس میں ایک مردہ ہائے ہائے کرتا ہوا باہر آیا۔ وہ سیاہ اور پھٹی پھٹی آنکھوں والا ہیبت ناک شکل والا تھا۔ اس کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کو خوف طاری ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کو کہا کہ اپنی قبر میں جا کر لیٹ جا۔ وہ دوبارہ اپنی قبر میں جا کر لیٹ گیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جو جس حال میں مرا ہے اور جس شغل وفکر میں اس کا دم نکلا ہے وہ اسی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کلمہ کی عادت رکھیں گے وہ مرنے کے بعد ہمیشہ ہر حال میں خوش رہیں گے اور عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے۔

یہ بھی حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کوئی بھی اپنی زندگی میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ پڑھ لے گا تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی مرتا تھا تو فوراً ہم لوگ مل کر اس کی روح پر ایک لاکھ کلمہ طیبہ پڑھوا کر اس کا ثواب پہنچاتے تھے اور حالت سکرات

اور نزع روح میں بھی کلمہ طیبہ پڑھتے تھے اور اس سے بھی پڑھواتے تھے تاکہ کہتے کہتے اس حالت میں ہی اس کی روح جسم سے نکلے اور وہ عذاب قبر اور سوال نکیرین سے با آسانی نجات پائے۔

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم کلمہ طیبہ کا ورد مبارک اکثر و بیشتر جاری رکھیں اور اس طرح اپنے والدین، محسنین، مشائخ اور اپنی آل اولاد کے لئے اللہ کریم کے حضور مغفرت طلب کریں۔ اس طرح خود ہماری مغفرت کی سبیل بھی ازخود پیدا ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک مرتبہ رب العزت سے دریافت کیا کہ اللہ کریم کیا تو کسی گنہگار کو بھی دوست رکھتا ہے تو فرمان ہوا کہ ہاں میرے خلیل میں بخشش چاہنے والے گنہگار کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ یقینی بات ہے کہ ہم جس سے مغفرت کی امید رکھ رہے ہیں وہی تو ہمارا مالک و خالق ہے۔

درود شریف کی فضیلت

چونکہ ہمارا موضوع رات میں کی جانے والی عبادات ہے چنانچہ ان مختصر اوراق میں ہم مختصراً ان اہم موضوعات کو اپنے معزز قارئین کے لئے رقم کر رہے ہیں جو کہ اگرچہ کم وقت میں کر لئے جاتے ہیں مگر ان کی افادیت مسلمہ ہے اور ان کے فضائل لامحدود ہیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ مَرَّاتٍ

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ چنانچہ مومنوں کو چاہئے کہ محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر حال میں درود شریف کا نذرانہ بھیجا کریں۔ کیونکہ یقیناً اس کے بغیر تو نماز ادا ہی نہیں ہوسکتی ہے۔ قعدہ شریف میں تو درود شریف واجب ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب بھی آقائے نامدار کا نام سنے تو کم از کم صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور ہی کہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے کہ جو کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ناپید کر دیتا ہے اور جو کوئی مجھ پر جمعہ کی شب درود بھیجے گا اللہ کریم اس کی سو حاجتیں روا فرمائے گا، اس میں سے اسی آخرت کے لئے اور بیس دنیا کے لئے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے کہ ہر شخص کا درود شریف مجھے میری قبر میں پہنچاتا رہے۔ اس لئے اے لوگو! تمہیں چاہئے کہ میرے پاس ہدیہ بھیجا کرو۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کلام، زبان، تن، روح اور بینائی سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں تو میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف پڑھا کرو۔ یہ بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی پھول سونگھے اور مجھ پر درود نہ پڑھے اس نے مجھ پر گویا جفا کی۔ ایک روایت میں گل سرخ یعنی گلاب کے پھول کی طرف اشارہ ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ جو بھی پھول سونگھے تو درود شریف پڑھے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعا اور آسمانوں کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے کہ جس کے سبب سے وہ دعا رک جاتی ہے اور آسمان تک پہنچ نہیں پاتی ہے لیکن جب درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ حجاب اٹھا لیا جاتا ہے اور دعا اوپر پہنچ کر درجۂ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی مجھ پر اپنی پوری زندگی میں ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھے گا وہ بے غم ہو کر اپنی قبر میں سوئے گا اور اس

کو دوزخ کا بھی دھڑکا نہیں ہو گا اور اللہ رب العزت بھی اس سے بہت خوش ہو گا۔

ایک روایت نافع المسلمین میں درج ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا کہ طواف کرتا جاتا ہے اور درود پڑھتا جاتا ہے انہوں نے فرمایا اے شخص کیا تجھے کوئی بھی دعا نہیں ہے جو تو ہر مناسک پر درود ہی پڑھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اے شیخ! دعائیں تو مجھے سب یاد ہیں مگر میں اس درود کے برابر کسی دعا میں کچھ اثر نہیں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو ذرا تفصیل سے بتلاؤ۔

اس نے بیان کیا کہ فلاں سال میں اپنے والد کے ساتھ حج کو چلا۔ بغداد میں آ کر میرے والد سخت علیل ہو گئے اور اسی علالت کے دوران ہی ان کی وفات ہو گئی۔ جب میں نے چادر اٹھا کر دیکھا تو میرے والد کا سارا بدن سیاہ ہو چکا تھا اور منہ بھی بگڑ چکا تھا۔ میں یہ ماجرہ دیکھ کر سناٹے میں آ گیا۔ میرے پورے بدن پر کپکپی طاری ہو چکی تھی اور خوف سا معلوم ہوتا تھا کہ ادھر میں ایک بے یار و مددگار مسافر اور ادھر یہ حال کہ شرم دامن گیر کہ کس سے کہوں اور کس سے نہ کہوں۔ بھلا اکیلے میں کس طرح تجہیز و تکفین کر سکتا تھا۔

میں اسی ادھیڑ بُن میں اپنے گھٹنوں میں سر دے کر ایک طرف ہو کر بیٹھ رہا۔ اسی عالم میں غنودگی مجھ پر طاری ہو گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت نورانی بزرگ تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی

کپڑا ہٹا کر میرے والد کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ ان کے ہاتھ پھیرتے ہی ان کا منہ اچھا بھلا ہو گیا اور پورا جسم آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور پہلے سے بھی زیادہ سفید ہو گیا۔

جب وہ چلنے لگے تو میں نے بڑی عاجزی سے ان کا دامن تھام لیا اور عرض کیا یا حضرت آپ کون بزرگ ہیں جنہوں نے میری اس بیکسی پر رحم و کرم فرمایا اور میری فریاد رسی فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ شفیع مجرمان محمد رسول اللہ ﷺ میں نے اسی وقت اپنا سر آپ ﷺ کے قدموں پر رکھا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کیونکر ان حالات کی خبر ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز تمہارا والد مجھ پر تین ہزار مرتبہ درود پہنچاتا تھا۔ آج جب درود نہیں پہنچا تو اس فرشتے سے میں نے دریافت کیا جو مجھ کو درود پہنچاتا تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آج تو اس کا انتقال ہو گیا اور مرنے کے بعد اس کی یہ یہ کیفیت ہوئی ہے۔

میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تمہارے والد کے پاس آ گیا ہوں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کی نماز کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خلقت چلی آ رہی ہے۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ ہم غریبوں کے احوال سے بھلا آپ لوگوں کو کس طرح خبر ہوئی۔ انہوں نے بتلایا کہ فجر کو ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ جو شخص فلاں شخص کے جنازہ پر جائے گا وہ یقیناً بخشا جائے گا اور اس کا جنازہ فلاں جگہ پر ہے۔ آخر الامر میں نے اپنے والد کو عزت کے ساتھ قبرستان میں دفن کیا۔ پس اے شیخ! میں پھر کیونکر بھلا اس کے پڑھنے سے باز رہ سکتا ہوں۔ آپ نے

فرمایا کہ ہاں فی الحقیقت یہ بہت خوب چیز ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ الْجَنَّۃَ لَمُشْتَاقٌ اِلٰی خَمْسٍ نَفَرٍ تَالِی الْقُرْآنِ وَحَافِظُ اللِّسَانِ وَمُطْعِمُ الْجِیْعَانِ وَمُکْسِی الْعُرْیَانِ وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ

بے شک جنت پانچ آدمیوں کی مشتاق رہتی ہے۔ ایک قرآن شریف پڑھنے والے کی دوسرے حافظ قرآن کی تیسرے بھوکوں کو کھانا کھلانے والے کی چوتھے ننگوں کو کپڑا پہنانے والے کی اور پانچویں درود شریف پڑھنے والے کی۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے دشمن اس پر راضی رہیں تو وہ درود شریف پڑھنے کی کثرت کرے اور کم از کم دس مرتبہ صبح کے وقت اور دس مرتبہ شام کو پڑھے اور جو کوئی پچاس مرتبہ درود مجھ پر بھیجے تو میں اس کی شفاعت کا ضامن ہوں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مجھ پر تین سو ساٹھ مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھے تو وہ مرنے سے پہلے ضرور بہشت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا نام صلصائل ہے۔ جب بھی کوئی بندۂ مومن مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ ایک کاغذ پر لکھ لیتا ہے اور مجھ کو دے جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہو گا اور اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گا میں اس

پرچہ کو رکھ دوں گا جس کے سبب سے وہ بھاری ہو جائے گا۔ اس میں ایسی برکت ہے کہ اگر اس کے مقابلہ میں تمام زمین و آسمان کو بھی رکھ دیا جائے تو پھر بھی وہ پلڑا ہی بھاری ہو گا اور وہ بندہ سلامتی کے ساتھ بہشت میں چلا جائے گا۔

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں ایک شخص پر چوری کی تہمت لگی اور اس کے خلاف گواہوں نے گواہیاں دے دیں جس کی بنا پر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہو گیا۔ ایک اونٹ بھی اس وقت موجود تھا اس نے بزبان فصیح کہا:

لَا تَقْطَعُوْا يَدَهٗ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بِسَارِقٍ

اس کے ہاتھ مت کاٹو کیونکہ یہ چور نہیں ہے۔

حضور انور نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص! تمہارا وہ کون سا عمل ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک جانور کو قوتِ گویائی عطا فرما دی ہے اور وہ تمہاری گواہی دے رہا ہے۔

اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یا حبیب اللہ ﷺ! میں ہر روز سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ یہ سن کر شفیع معظم نور مجسم محمد اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَجَوْتَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ كَمَا نَجَوْتَ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا

یعنی عذاب قبر سے بھی تم اسی طرح نجات پاؤ گے جس طرح تم نے دنیا میں عذاب سے نجات پائی ہے (یعنی درود شریف پڑھنے کی بدولت)۔

حضور انور نور مجسم شفیع معظم محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ عَسَرَتْ عَلَيْهِ حَاجَةٌ فَلْيُكْثِرْ بِالصَّلٰوةَ عَلّٰى فَاِنَه نَكْشِفُ الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْكُرُوْبَ وَتُكْثِرُ الْاَرْزَاقَ وَ تُقْضِى الْحَوَائِجَ

یعنی جس کسی پر تنگی ہو یا کسی حاجت میں مبتلا ہو یا افلاس کا شکار ہو یا کوئی بہت بڑی مشکل پیش آئے یا کسی رنج و مصیبت کا سامنا ہو یا کوئی بیمار ہو اور کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو یا کوئی قید میں ہو یا کسی پر سخت حالات ہوں اور اس پریشانی سے سخت اضطراب میں مبتلا ہو تو وہ درود شریف کی کثرت کرے۔ یقیناً رنج و غم دور ہو جاتا ہے اور تمام تکلیفیں دور ہوتی ہیں اور اس کے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی تمام حاجات پوری ہو جاتی ہیں۔

مرقوم ہے کہ ایک روز کسی صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى اَكُوْنُ مُؤْمِنًا صَادِقًا قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ اللّٰهُ فَقَالَ وَمَتٰى اُحِبُّ اللّٰهَ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ رَسُوْلَهٗ فَقَالَ مَتٰى اُحِبُّ رَسُوْلَهٗ قَالَ اِذَا اَكْثَرْتَ ذِكْرَهٗ

یعنی یارسول اللہ ﷺ میں سچا مومن کب ہوں گا۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کو دوست رکھے گا۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ کو کب دوست رکھوں گا۔ فرمایا جب اس کے رسول کو دوست رکھے گا۔ عرض کیا رسول کو کیونکر

دوست رکھوں گا۔ فرمایا جب اس کے ذکر کی کثرت کرے گا درود شریف بھیجے گا کہ محبت کا یہی نشان ہے۔ پس درود شریف قضائے حاجات ہے اور اس کے پڑھنے میں ہی اہل اسلام کی نجات ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

یہ بھی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس کسی کتاب میں درود شریف لکھتا ہے تو جب تک وہ لکھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے بخشش مانگا کرتے ہیں۔

نافع المسلمین میں ایک روایت درج ہے کہ ایک روز ابوجہل اور بہت سے کافر ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل نے آ کر ان سے سوال کیا یعنی کچھ مانگا۔ انہوں نے ازراہِ تمسخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بھیج دیا اور یہ بھی کہا کہ جا اس کے پاس چلا جا وہ بڑے سخی ہیں۔ سائل یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازہ پر آ گیا اور آپؓ سے سوال کیا۔

آپ نے دریافت کیا کہ کیا تمہیں میرے علاوہ کوئی اور نہ ملا۔ اس نے تمام واقعہ بتلا دیا۔ اتفاق یہ کہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس اس کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ نے کچھ سوچ کر اس کی ہتھیلی کو تھام کر اس پر دم کیا اور اس کی مٹھی کو بند کر کے فرمایا جاؤ جن لوگوں نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے یہ مٹھی اب انہی کے پاس جا کر ہی کھولنا۔

سائل وہاں سے روانہ ہوا اور ان کفار کے پاس چلا آیا۔ انہوں

نے پوچھا کہ بتلاؤ تو سہی کہ وہاں سے تمہیں کیا کچھ ملا ہے۔ اس نے یہ سن کر اپنی مٹھی کھول دی۔ سب نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلی پر موتی پڑے ہوئے تھے اور ہر موتی کی قیمت ہزار دینار سے کم نہ تھی۔ کفار نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا یہ سب موتی تمہیں علی رضی اللہ عنہ نے دیئے ہیں تو اس نے کہا انہوں نے تو کچھ پڑھ کر میرے ہاتھ پر دم ہی کیا تھا اسی کے سبب سے موتی بن گئے ہوں گے۔

ان کفار میں سے تین کافر اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کے پاس چلے آئے اور اس کا سبب دریافت کیا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو بس درود شریف ہی پڑھا تھا۔ اسی کی برکت سے خالی ہتھیلی موتیوں سے بھر گئی۔ یہ سن کر وہ تینوں کے تینوں مسلمان ہو گئے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ارشاد فرمایئے کہ ناقص درود کیا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری آل اور میرے اصحاب پر بھی درود بھیجا کرو تاکہ درود شریف کامل ہو۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ درود شریف پڑھنے کا حکم اللہ کریم جل شانہٗ تمام مومنوں کو دے رہا ہے جیسا کہ کلام اللہ شریف میں حکم ربانی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جو زمین و آسمان میں ہیں وہ سب کے سب نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام ادب کے ساتھ بھیجا کرو۔ (الاحزاب۔ ع ۷)

چنانچہ اسی آیت مبارکہ کی رو سے درود شریف پڑھنا فرض عین ہے کہ جب بھی یہ آیت کریمہ کوئی سن لے تو اس کو درود شریف پڑھنا لازم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سن لیا جائے تو بھی درود شریف پڑھنا لازم ہوتا ہے اور کم از کم اس معاملہ میں امت مسلمہ کے تقریباً تمام مسالک ہی متفق ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔ درود شریف ہر حال میں مستحب ہے اور جب رات کی تاریکی میں بندہ عبادت گزاری کی نیت سے مصلیٰ پر بیٹھا ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ پاک کو خوش کرنے کے لئے اور اپنی حاجات کو طلب کرنے کے لئے اللہ کریم کے حبیب کریم ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود شریف کے نذرانے بھیجے تاکہ اس کی حاجات جلد از جلد پوری ہو جائیں۔

صالحین کا ارشاد ہے کہ صلوٰۃ و سلام دراصل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں کی جانے والی بہت ہی اعلیٰ و اشرف درجہ کی حامل دعا ہے جو کہ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کی ذاتِ پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور وفا کیشی کے اظہار کے لئے آپ ﷺ کے حق میں کی جاتی ہے۔ اس کا

حکم بندوں کو خود اللہ کریم کی طرف سے قرآن کریم فرقان حمید میں دیا گیا ہے۔

درج بالا آیت کریمہ میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے یوں فرمایا گیا ہے کہ وہ سب کے سب اللہ پاک کے نبی برحق پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کریں لیکن اس حکم میں خصوصیت اور وزن پیدا کرنے کے لئے بطور خاص یا بطور تمہید کہہ لیں فرمایا گیا کہ جس کا حکم تمہیں دیا جا رہا ہے یعنی درود و سلام کا، تو یہ دستور دراصل اللہ اور اس کے فرشتوں کا پہلے ہی سے ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے اس محبوب و متبرک عمل میں شامل ہو جاؤ۔ یعنی یہ محض تمہارے ہی لئے بطور خاص حکم نہیں ہے۔

بڑی ہی فضیلت و بزرگی کی بات ہے کہ حکم یا خطاب کا یہ انداز ہمیں قرآن کریم میں صرف اور صرف صلوٰۃ و سلام کے ہی لئے دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کے لئے بھی اس طرح نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی یہ معمول ہے چنانچہ تم لوگ بھی ایسا ہی کیا کرو۔ بلاشک و شبہ اس حکم کریمانہ میں بہت بڑا امتیاز ہے اور یہ دراصل ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ کے مقام محبوبیت کے خصائص میں شامل ہے۔ یقیناً یہ ہمارے آقا و مولیٰ کے لئے انفرادیت ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں جس طرح شاندار انداز میں بطور تمہید جس عظیم الشان اہتمام کے ساتھ تمام مسلمانوں کو صلوٰۃ و سلام کا حکم ربانی ہوا ہے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کریم کے نزدیک صلوٰۃ و سلام کی کس قدر اہمیت و افضیلت ہے اور جس عمل کا حکم دیا جا رہا ہے وہ کس قدر عالیشان

عمل ہے۔

یقیناً امت مسلمہ کے سبھی فقہا و صالحین اس بات پر متفق ہیں کہ سورۂ احزاب کی اس درج بالا آیت کریمہ کی رو سے محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تقریباً تمام آئمہ کرام اس بات کے قائل ہیں کہ نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجبات نماز میں سے ہے اور اگر نہ پڑھا جائے تو پھر نماز ہی نہ ہو گی۔

میرے بھائیو! جس طرح مولیٰ کریم نے ہماری اس مادی و فانی دنیا میں پھولوں اور پھلوں کو جدا جدا رنگتیں عطا فرمائی ہیں اور ان کی خوشبوؤں کو جدا جدا رکھا ہے اسی طرح عبادات اور اذکار و دعوات کی بھی جدا جدا خواص و برکات پوشیدہ رکھے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ درود شریف کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ خلوص دل سے اس کی اگر کثرت کی جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور نبی کریم ﷺ کے روحانی قرب اور آپ کی خصوصی عنایت و شفقت کا بھی یہ وسیلہ بن جاتا ہے۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ درود و سلام اگرچہ بظاہر نبی کریم ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور ایک دعا ہی ہے مگر جس طرح کسی دوسرے کے لئے دعا مانگنے کا اصل مقصد دراصل اس کو نفع پہنچانا ہوتا ہے۔ اس طرح رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا مقصد ہرگز آپ کی ذات اقدس کو نفع پہنچانا نہیں ہوتا ہے۔ بھلا ہماری دعاؤں کی آپ کو کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ ہم تو خود نادار و مسکین لوگ ہیں اور

ہمارے آقا و مولیٰ کو ہمارے تحفوں اور ہدیوں کی بھلا ضرورت ہی کیا ہو سکتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس طرح ہم پر اللہ کریم کا حق ہے کہ اس کی عبادت اور حمد و ثنا کریں اور اس طرح اپنی عبدیت اور عبودیت کا نذرانہ باری تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کریں حالانکہ ہمارے اس طرح عمل کرنے سے مولیٰ کریم کو تو کوئی بھی نفع نہیں پہنچ سکتا بلکہ یہ بذات خود ہمارے لئے ہی ضروری ہے اور اس کا نفع و اجر ہم ہی کو ملتا ہے بالکل اسی طرح محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کے محاسن و کمالات، آپ کی پیغمبرانہ خدمات جلیلہ اور ہم امتیوں پر آپ کے احسانات عظیم کا یہ حق ہے کہ ہم امتی آپ کے حضور عقیدت و محبت اور حد درجہ وفاداری و نیاز مندی کا ہدیۂ ممنونیت و سپاس گزاری کا نذرانہ پیش کریں۔

جی ہاں اسی کے لئے درود و سلام کا یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کا مقصد آپ ﷺ کو نفع پہنچانا ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ تو خود اپنے ہی نفع کے یعنی مولیٰ کریم کی رضا و خوشنودی اور آخرت کے ثواب کے لئے اور نبی کریم ﷺ کا روحانی قرب حاصل کرنے کے لئے اور آپ ﷺ کی نظر خصوصی کو حاصل کرنے کے لئے ہم امتی پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کا بھی کوئی مقصد نہیں ہوتا ہے۔ کیا یہ اللہ کریم کا کم کرم ہے کہ وہ ہم گناہگاروں کے درود و سلام کا ہدیہ اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ تک فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیتا ہے اور بہت سے خوش نصیبوں کا درود و سلام تو آپ کو روضۂ انور میں براہِ راست بھی سنوا دیتا ہے۔

گذشتہ اوراق میں ہم یہ عرض کر آئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود و سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ تو عرض یہ ہے کہ صلوٰۃ کے مفہوم میں حد درجہ وسعت موجود ہے کیونکہ اللہ کریم عزوجل کی جانب سے ہمارے آقا و مولیٰ کی جو تکریم اور خصوصی عنایات و نوازشات ہوتی ہیں اس کو بھی صلوٰۃ سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے اور اسی لئے حدیث مبارکہ میں جو فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بندے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے تو یقیناً جو درود شریف اللہ کریم اپنے حبیب کریم پر درود بھیجتا ہے اور جو درود وہ اس پر بھیجے گا جو درود شریف نبی کریم ﷺ پر بھیج رہا ہے تو ان دونوں میں وہی فرق ملحوظ ہو گا جو کہ ایک بندے اور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے درمیان ہو گا۔

یقینی بات ہے ہم درود و سلام بھیجنے میں بھی اللہ کریم ہی کے آگے استدعا کرتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ ہمارے درود و سلام ہمارے آقا و مولیٰ کے حضور پیش کر دیئے جائیں گے اور اسی لئے اللہ کریم نے فرشتوں کا ایک شعبہ تخلیق فرمایا ہے کہ پوری کائنات میں جو بھی بندے جس بھی مقام سے میرے حبیب پر درود بھیجتے ہیں وہ میرے حبیب کو فوراً ہی پہنچا دیا جائے۔ یہی نہیں بلکہ احادیث میں موجود ہے کہ محض ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے نیز یہ کہ اس کی دس خطاؤں کو معاف فرما دیا جاتا ہے اور اس کے دس درجات بھی بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بھی لکھ دی جاتی ہیں۔

مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ایک حدیث مبارکہ درج ہے جس کا ترجمہ رقم کر رہا ہوں ملاحظہ فرمایئے۔ مرقوم ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ آبادی سے نکل کر کھجوروں کے ایک باغ میں پہنچے اور سجدے میں گر گئے اور بہت دیر تک اسی طرح سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ آپ وفات تو نہیں پا گئے ہیں۔

میں آپ کے پاس آیا اور بڑے غور سے آپ کو دیکھنے لگا۔ آپ نے سر مبارک سجدے سے اٹھایا اور ارشاد فرمایا کیا بات ہے اور تمہیں کوئی فکر لاحق ہو گئی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے دیر تک سجدے سے سر نہ اٹھانے کی وجہ سے مجھے ایسا اندیشہ لاحق ہوا تھا، اسی طرح میں آپ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ کو بشارت سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو بھی بندہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے گا اور جو بھی آپ پر سلام بھیجے گا تو میں بھی اس پر درود و سلام بھیجوں گا۔

مسند احمد میں ایک دوسری حدیث مبارکہ میں یہ بھی شامل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اسی لئے میں سجدۂ شکر ادا کیا تھا۔ اسی طرح ہمیں ترمذی شریف میں حدیث شریف دستیاب ہوتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ذلیل و خوار ہوا وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ اس

وقت بھی مجھ پر صلوٰۃ یعنی درود نہ بھیجے اور اسی طرح ذلیل و خوار ہوا وہ شخص کہ جس کے لئے رمضان کا رحمت و مغفرت والا مہینہ آئے اور وہ اس کے گزرنے سے پہلے اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو جائے (یعنی رمضان المبارک کے مہینہ میں بھی وہ غفلت و فراموشی میں مبتلا رہے اور توبہ و استغفار سے اپنی مغفرت کی کوشش نہ کرے) اور ذلیل و خوار ہوا وہ شخص کہ جس کے ماں و باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک اس کے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت کا حقدار نہ بن جائے۔''

اس حدیث مبارکہ میں تین قسم کے لوگوں کے لئے ذلت و خواری کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ تو ذلیل و خوار ہو گیا۔ اب آپ دیکھیں کہ ان تینوں کا جرم مشترکہ طور پر ہی سنگین نوعیت کا ہو گیا کہ ان کے لئے تو اللہ کریم اپنی عنایات اور اپنی رحمت و مغفرت کے مواقع یکے بعد دیگرے فراہم فرما رہا ہے اور وہ انہیں اپنی ہٹ دھرمی یا کوتاہی کی وجہ سے حاصل ہی نہیں کر پا رہے۔ ہمیں چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی عادات و اطوار کو درست کریں تاکہ ہم پر اللہ کریم علیم و خبیر کا رحم و کرم ہو سکے۔

دورانِ نماز مسنون دعائیں

تکبیرِ تحریمہ کے بعد کی دعا:۔

نسائی شریف میں حدیث مبارکہ رقم ہے کہ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ "اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاِخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ

(ترجمہ) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرتے ''میری نماز اور میری ہر عبادت اور میرا جینا مرنا سب اللہ ہی

کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔ مجھے تو اسی کا حکم ہے اور میں سب سے پہلے اس کی فرمانبرداری کرنے والوں میں ہوں۔ اے میرے اللہ! مجھے بہترین اعمال و اخلاق کی ہدایت فرما۔ یہ ہدایت صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے اور برے اعمال و اخلاق سے مجھے بچا اور میری حفاظت فرما۔ یہ حفاظت بھی صرف تو ہی کرسکتا ہے۔"

حدیث مبارکہ کے ان کلمات کو آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو یقیناً یہ اندازہ بخوبی ہو جائے گا کہ دراصل ان کو ادا فرمانے کا مقصد ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کے نزدیک ہم امتی ہی ہوں گے اور یہ کلمات طیبات ہمارے ہی لئے زبانِ اقدس سے نکلے ہوں گے۔ کیونکہ ہم جیسے گناہگاروں کو ہی ہدایت و حفاظت کی قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے۔

مسلم شریف میں بھی ایک حدیث شریف رقم ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِفْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ فَقَالَ " اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ"

(ترجمہ)"حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل شروع میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے کہ اے میرے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار! زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے، غیب اور شہود کو یکساں جاننے والے، تو ہی فیصلہ فرمائے گا بندوں کے درمیان۔ ان کے اختلافات کے بارے میں، مجھے اپنی خاص توفیق سے اس راہِ حق و ہدایت پر چلا جن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوگیا ہے تو ہی جسے چاہے سیدھے راستہ پر چلائے۔"

رکوع و سجود کی دعا:-

نسائی شریف میں مرقوم ہے کہ:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَيَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ

(ترجمہ) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ "میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز

میں کھڑا تھا۔ آپ جب رکوع میں گئے تو آپ نے اتنی دیر تک رکوع کیا جتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور اس رکوع میں آپ کی زبان اقدس پر یہ الفاظ تھے۔

سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ

(ترجمہ) ''پاک ہے اللہ زور وقوت اور فرمانروائی والا اور عظمت و کبریائی والا۔''

یاد رہے کہ سورۂ بقرہ بہت طویل ترین سورۂ مبارکہ ہے اور اس کو پڑھنے میں گھنٹوں لگ جاتے ہیں جبکہ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ انہیں چند منٹ بھی رکوع میں کھڑا رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

اگرچہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا عام طور پر معمول یہی تھا کہ آپ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھا کرتے تھے اور آپ نے تعلیم و تلقین بھی اسی کی فرمائی۔ لیکن یہ عمل جو کہ ہم نے آپ کا درج بالا سطور میں رقم کیا ہے وہ کسی خاص موقع کے لئے تھا اور یہ ہمارے ہی لئے فرمایا گیا کہ اگر کوئی خاص مہم یا کوئی حاجت وغیرہ آن پڑے تو ایسا کرنا چاہئے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اکثر نوافل میں اور خصوصاً رات کی عبادات میں جو کہ یقیناً نوافل ہی ہوتے تھے آپ کبھی کبھی طویل رکوع و سجود بھی فرمایا کرتے تھے۔ جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے وہ بھی یقیناً نفلی نماز ہی تھی۔ آپ ان نوافل میں مختلف دعائیں فرمایا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث مبارکہ بھی ہمیں مسلم شریف میں دستیاب ہوتی ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِىْ عَلٰى بَطْنِ قَدَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

(ترجمہ): حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ایک رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے بستر پر نبی کریم ﷺ کو نہ پایا، پس میں اندھیرے میں آپ کو ٹٹولنے لگی۔ اتنے میں میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلووں پر پڑا۔ اس وقت آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے (جیسا کہ سجدے کی حالت میں ہوتے ہیں) اور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کر رہے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری پکڑ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری ثنا وصفت پوری طرح بیان نہیں کر سکتا (بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ) تو ویسا ہی

ہے جیسا کہ تو نے اپنی ذات اقدس کے بارے میں ہمیں مطلع فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ بھی ہمیں مسلم شریف ہی میں ملتی ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجُلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَّتَہٗ وَسِرَّہٗ

(ترجمہ): ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ (کبھی کبھار) سجود میں یہ بھی پڑھا کرتے تھے۔ اے میرے رب! میرے سارے گناہ بخش دے چھوٹے بھی، بڑے بھی، پہلے بھی اور اگلے بھی، کھلے بھی اور پوشیدہ بھی۔''

یقینی بات ہے کہ یہ دعا ہم گناہگاروں ہی کے لئے تلقین فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کو تو ان الفاظ کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہ تو بس ہم جیسے عاصیوں کے لئے بطور نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے پیش فرمایا۔ کیونکہ آپ تو بلاشک و شبہ ہر عیب سے پاک و مبرا و منزہ ہیں۔

قعدۂ اخیرہ کی دعا:۔

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث مبارکہ مرقوم ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
کَانَ یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّال
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ

(ترجمہ): حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا بھی کیا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے اور گناہ کے ہر کام اور قرض کے بار سے۔''

صحیح مسلم شریف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کے ساتھ متصلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھی ایک روایت مرقوم ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد عذاب نار، عذاب قبر، فتنۂ دجال اور موت و زندگی کے تمام فتنوں سے بھی اللہ کی پناہ چاہنا چاہیے۔ یوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہوگئی کہ یہ دعا آخری قعدہ میں سلام سے پہلے کی جائے۔

نسائی شریف میں ایک حدیث مبارکہ دستیاب ہوتی ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بِنِ اَوْسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ

وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ " اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَالُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْئَالُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْئَالُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْئَالُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ "

(ترجمہ): حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کیا کرتے تھے "اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں دین میں ثابت قدمی اور حق و ہدایت پر استواری و مضبوطی اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمتوں کی شکر گزاری کا اور اچھی طرح عبادت گزاری کا اور مانگتا ہوں تجھ سے وہ دل کہ جس میں کوئی روگ نہ ہو اور وہ زبان جو صداقت شعار ہو اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اس خیر اور بھلائی کا جو تیرے علم میں ہے اور پناہ چاہتا ہوں اس شر سے اور اس برائی سے جس کا علم تجھے ہے اور معافی و مغفرت مانگتا ہوں ان گناہوں کے لئے جو تجھے معلوم ہیں۔"

یقینی بات ہے کہ یہ دعائیہ کلمات ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ہم گناہگاروں ہی کے لیے تلقین فرمائے ہیں تاکہ ہمارے معاملات میں آسانیاں ہی آسانیاں پیدا ہو جائیں۔ چونکہ ان

متذکرہ بالا احادیث مبارکہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ نہیں بتلایا گیا کہ ان دعاؤں کو کب پڑھا جاتا تھا مگر یہ بات تو یقینی ہے کہ ان دعاؤں کا محل صرف قعدۂ اخیرہ ہی بنتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ بھی ہمیں سنن ابو داؤد میں دستیاب ہوتی ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا بَعْدَ التَّشَهُّدِ اَللّٰهُمَّ عَلَى الْخَيْرِ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا واهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَ جَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَا وَ اَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا

(ترجمہ): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔"اے اللہ! خیر و بھلائی پر ہمارے دلوں کو جوڑ دے اور ہمارے باہمی تعلقات کو درست فرما دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے نکال کے روشنی کی فضا میں لے آ اور ظاہر و باطن کی تمام گندگیوں سے ہمیں بچا لے اور

دور رکھ اور ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں اور ہماری بیویوں اور ہماری نسل میں برکت عطا فرما اور ہم پر عنایت فرما تو بڑا ہی عنایت فرمانے والا مہربان ہے اور ہمیں تو اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا اور شایانِ شان طریقہ پر ان کا استعمال کرنے والا بنا اور نعمتوں کا ہم پر اتمام فرما، یعنی اپنی بھرپور نعمتیں ہمیں عطا فرما۔"

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تشہد میں سب کچھ پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل اس کو پڑھا جائے۔ یہ ایک نہایت ہی جامع و اکمل دعا ہے۔

نماز کے بعد کی دعا:-

سنن ابو داؤد میں حدیث مبارکہ مرقوم ہے۔

عَنْ زَيْدِ بن اَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلُّهُمْ اِخْوَةٌ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَسْمَعْ وَاسْتَجِبْ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِلَا کبرُ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمِ الْوَکِیْلِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ۔“

(ترجمہ): حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا بارگاہ رب العزت میں کیا کرتے تھے۔”اے میرے اللہ! ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی اکیلا تو ہی مالک اور پروردگار ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے میرے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اے میرے اللہ! اے میرے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی ہیں۔ اے میرے اللہ! اے میرے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! مجھے اور میرے گھر والوں کو ہمیشہ کے لئے دنیا اور آخرت کی ایک ایک ساعت کے لئے اپنا مخلص اور وفادار بنا لے۔ اے ذوالجلال والاکرام میری التجا سن لے، میری دعا قبول فرما لے، اللہ ہی سب سے بڑا ہے، وہی بزرگ و برتر ہے، اللہ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے وہی بزرگ و برتر ہے۔

میرے لئے بس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا
میرا سہارا اور بھروسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا
ہے وہی بزرگ و برتر ہے۔

دعا کی دراصل دو اقسام ہوتی ہیں ایک تو وہ جن میں مولیٰ کریم سے آخرت و دنیا کی کوئی چیز طلب کی جاتی ہے یا پھر کسی شر یا بلا سے اس کی پناہ مانگی جاتی ہے اور دوسری قسم وہ ہوتی ہے کہ جس میں بندہ اللہ کریم کی عظمت و کبریائی اور اس کے جلال و جبروت اور بے نہایت احسانات کو یاد کر کے اس کے حضور اپنی بندگی و نیاز مندی اور مخلصانہ وفاداری و ممنونیت کا اظہار کرتا ہے اور یوں اس کا قرب اور اس کی رحمت و عنایات چاہتا ہے۔ چنانچہ ہم درج بالا دعا کو دوسری قسم ہی میں شمار کریں گے۔

صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث پاک ہمیں اسی ضمن میں دستیاب ہوتی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بنْ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا
خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ
يَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ
"رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔"

(ترجمہ): حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے
ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کیا
کرتے تھے تو ہم یہ چاہا کرتے تھے کہ آپ کے داہنی

طرف کھڑے ہوں۔ آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری جانب رخ فرمایا کرتے تھے۔ تو میں نے سنا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے ''اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا اس دن سے جس دن کہ تو بندوں کو اٹھائے اور دوبارہ ان کو زندہ کرے۔

جامع ترمذی شریف میں مرقوم ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(ترجمہ): حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے ''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے۔''

سنن ابوداؤد میں ایک حدیث پاک حاصل ہوتی ہے۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوۃَ قَالَ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ"

(ترجمہ): حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میرے سارے گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کیے اور جو چھپا کر کئے اور جو اعلانیہ کئے اور جو بھی میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ بھی معاف فرما جن کا تجھ کو مجھ سے زیادہ علم ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوائے کوئی بھی مالک و معبود نہیں۔"

جامع رزین میں ایک حدیث مبارکہ ہمیں دستیاب ہوتی ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الْفَجْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَیِّبًا"

(ترجمہ): حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا بھی کیا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جو نفع مند ہو اور ایسے اعمال کا جو تیری نگاہ میں قابل قبول ہوں اور تجھ سے سائل ہوں حلال طیب روزی کا۔"

سنن ابو داؤد اور سنن نسائی وغیرہ میں ایک حدیث پاک مرقوم ہے کہ:

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبْلٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا مَعَاذُ وَاللّٰهِ لَاُحِبُّكَ اُوْصِيْكَ يَامَعَاذُ لَا تَدْعُهُنَّ فِىْ كُلِّ صَلٰوةٍ اَنْ تَقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

(ترجمہ): حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام کر فرمایا "اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے، میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور کیا کر کہ "اے اللہ! میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر اور اچھی صحت کی۔"

اگرچہ یہ نہایت مختصر دعائیہ کلمات ہیں لیکن یہ نہایت جامع اور مکمل دعا ہے۔ اس کی عظمت و اہمیت کے لئے تو بس یہی کافی ہے کہ اس کی وصیت و تلقین نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنی محبت کا اظہار فرما کر فرمائی۔

اللہ کی پناہ مانگو

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث مبارکہ رقم ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

(ترجمہ): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگو بلاؤں کی سختی اور بدبختی کے لاحق ہونے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کی شماتت سے (طعنہ زنی سے)۔

بظاہر اس حدیث مبارکہ میں محض چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی ہی تلقین فرمائی گئی ہے، مگر کیا اس میں کوئی شک وشبہ ہے کہ درحقیقت دنیا وآخرت کی کوئی بھی برائی، تکلیف، مصیبت یا کوئی بھی پریشانی ایسی نہیں ہے جو کہ ان چاروں عنوانات سے باہر ہو۔ یہ ایسی جامع اور اکمل دعا ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کرنا۔

آپ ملاحظہ فرمایئے کہ اس میں سب سے پہلے یہ فرمایا گیا ہے کہ:

جَهْدُ الْبَلَاءِ
"یعنی کسی بلا کی مشقت وسختی۔"

آپ جانتے ہیں کہ بلا دراصل اس حالت کا نام ہے کہ جو انسان کے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث وموجب ہو۔ یہی نہیں بلکہ اس میں اس کی آزمائش بھی ہو۔ یاد رہے کہ یہ دنیاوی بھی ہوسکتی ہے اور دینی بھی ہوسکتی ہے اور جسمانی بھی اسی طرح یہ انفرادی بھی ہوسکتی ہے اور اجتماعی بھی۔ یعنی محض ایک لفظ میں ہی تمام تر تکلیفوں اور مصیبتوں، آفات وبلیات سے پناہ مانگنے کا طریقہ بتلا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد دوسری چیز جس سے پناہ مانگنے کی تلقین اس حدیث مبارک میں تلقین فرمائی گئی ہے وہ ہے:

دَرْكُ الشِّقَا
"یعنی بدبختی کا لاحق ہونا۔"

اسی طرح تیسری چیز جو اس حدیث مبارکہ میں تلقین فرمائی گئی ہے وہ ہے:

سوء القضاء
"یعنی بری تقدیر۔"

آپ دیکھیں کہ ان دونوں کی جامعیت بھی بالکل ظاہر ہے۔ یقینی بات ہے کہ جس انسان کو بھی ہر طرح کی بدبختی اور بری تقدیر سے

اللہ رب العزت کی پناہ مل گئی بھلا وہ اور کیا چاہے گا۔ ایک طرح سے تو اسے سب کچھ ہی مل گیا۔

اور چوتھی چیز جو اس حدیث مبارکہ میں بیان فرمائی گئی ہے وہ ہے:

شماتۃُ الاعداء

"یعنی کسی مصیبت یا ناکامی کی پر دشمنوں کی طعنہ زنی۔"

بلاشبہ مخالفین کی طعنہ زنی بسا اوقات بڑی ہی تکلیف اور اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اسی لئے خصوصیت کے ساتھ اس سے پناہ مانگنے کے لئے ارشاد نبوی ہوا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ایک اور دعا مرقوم ہے۔ حدیث پاک میں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ :کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجزِ وَ الْکَسَلِ وَالْجُبنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ

(ترجمہ): حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور کم ہمتی اور کاہلی و بزدلی سے اور بخیلی سے اور قرضہ کے بار سے اور لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے۔"

مذکورہ حدیث مبارکہ میں جن آٹھ چیزوں سے اللہ کریم غفور

الرحیم کی پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے ان میں سے چار یعنی فکر و غم، بار قرض اور مخالفین کا غلبہ ایسی چیزیں ہیں کہ جو کسی بھی حساس طبع اور باشعور انسان کے لئے زندگی کے لطف سے محرومی ہی کا باعث نہیں بنتیں بلکہ شدید ترین روحانی اذیت کا باعث بھی بنتی ہیں جس کی وجہ سے اس کی قوتِ کار اور اس کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کو بھی معطل کر ڈالتی ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں وہ دنیا و آخرت کی بہت سی ممکنہ کامیابیوں اور سعادتوں سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

اسی طرح بقیہ چار چیزیں جو اس حدیث مبارکہ میں تلقین فرمائی گئی ہیں یعنی کم ہمتی، کاہلی، کنجوسی اور بزدلی تو یہ ایسی کمزوریاں خیال کی جاتی ہیں کہ جن کی وجہ سے بندہ ان جرات مندانہ اقدامات اور محنت و قربانی والے اعمال کی انجام دہی سے قاصر رہتا ہے جن کے بغیر دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی نہیں حاصل کی جا سکتی اور نہ ہی آخرت میں فوز و فلاح اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

بخاری و مسلم میں ایک حدیث مبارکہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ وَالْمَاْثَمِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

دِوَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

(ترجمہ): اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی، کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے اور قرض کے بوجھ سے اور تمام گناہوں سے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے اور دولت کے عذاب سے اور ثروت کے فتنہ سے اور مفلسی و محتاجی کے فتنۂ شر سے فتنۂ دجال کے شر سے بھی۔ اے میرے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور پانی برف والے کے ساتھ اور میرے دل کو گندے اعمال و اخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک و صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا فرما دے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان فرما رکھی ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ درج بالا دعا میں جہاں دیگر چیزوں کا ذکر ہے۔ وہاں خصوصیت کے ساتھ ھرم یعنی انتہائی بڑھاپا سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔ مطلب یہ کہ عمر کی اس حد تک درازی کہ بندے کے ہوش و

حواس بالکل ٹھیک ٹھاک رہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن ایسا بڑھاپا کہ جو اس کو بالکل ہی معطل کر دے اور بندہ کسی بھر کا نہ رہے۔ اسی سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اس دعا میں فتنۂ نار کو عذاب نار کے ساتھ ادا کیا گیا ہے اور عذاب قبر کے ساتھ فتنۂ قبر ادا کیا گیا ہے۔ عذاب نار سے تو مراد بظاہر دوزخ کا وہ عذاب ہے جو کہ ان دوزخیوں کو ہوگا جو کہ کفر وشرک کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اسی طرح عذاب قبر سے مراد بظاہر قبر کا وہ عذاب ہے جو اسی طرح کے بڑے مجرموں کو قبر میں دیا جائے گا۔

لیکن جو ان سے کم درجہ کے مجرمین ہیں ان کو اگرچہ دوزخیوں کی طرح دوزخ میں تو نہیں ڈالا جائے گا اور قبر میں بھی ان پر درجۂ اول کے ان مجرموں جیسا عذاب مسلط نہیں کیا جائے گا لیکن دوزخ اور قبر کی کچھ تکلیفوں سے ان لوگوں کو بھی گزرنا پڑے گا اور بس یہی سزا ان کے لئے کافی ہوگی۔

اسی دعا میں دجال کے فتنہ سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔ اس کی تلقین سرکار دو عالم ﷺ اکثر اوقات صحابہ کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح اس دعا میں جہاں دولت وثروت سے پناہ مانگی گئی ہے وہیں فقر ومحتاجی سے بھی پناہ مانگی ہے۔ جبکہ اس دعا کے اخیر میں گناہ کے اثرات کو دھونے کی اور دل کی صفائی کی اور گناہوں سے بہت دور کئے جانے کی بھی آرزو کی گئی ہے تاکہ گناہ بھی دور ہو جائیں اور گناہوں کے اثرات بھی دور ہو جائیں۔

ایک اور دعا ہمیں صحیح مسلم شریف میں دستیاب ہوتی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بِنْ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

(ترجمہ): حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کم ہمتی سے اور سستی و کاہلی سے اور بزدلی سے اور بخیلی سے اور کنجوسی سے اور انتہائی درجے کے بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔ اے میرے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما دے اور اس کا تزکیہ فرما کر اس کو مصفیٰ فرما دے، تو ہی سب سے اچھا تزکیہ فرمانے والا ہے تو ہی اس کا والی اور مولیٰ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع مند نہ ہو اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس (ہولناک) نفس سے جس کو سیری نہ ہو اور ایسی دعا سے جو کہ قبول نہ ہو۔

آپ غور فرمائیں کہ رات کے اندھیرے میں جب بندہ اپنے رب کے حضور یہ دعا کر رہا ہو اور اس کا مطلب بھی اس کو معلوم ہو تو اس پر کس قدر روحانی کیفیت طاری ہو گی۔"

رات ہی کی عبادات میں ایک اور دعا ہمیں صحیح مسلم شریف میں ملتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِن عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ

(ترجمہ): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی تھی "اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے اور تیری بخشی ہوئی عافیت کے چلے جانے سے اور تیرے عذاب کے اچانک آ جانے سے اور ہر قسم کی تیری ناخوشی و ناراضگی سے۔"

سنن ابو داؤد اور سنن نسائی میں ایک حدیث مبارکہ نقل ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ

(ترجمہ): ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شقاق یعنی آپس کے سخت اختلاف سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے۔''

یاد رہے کہ شقاق دراصل اس شدید ترین اختلاف کو کہا جاتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں لوگوں میں اس درجہ اختلاف ہو جائے کہ ان کی راہیں ہی جدا ہو جائیں اور وہ آپس میں بالکل جدا جدا ہو جائیں اور اسی طرح نفاق کے معنی ہیں ظاہر و باطن کا فرق۔ یہ بھی آپس کے تعلقات میں دوری ہی کی وجہ سے بولا یا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے ہم منافقت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح برے اخلاق سے بھی تعلقات مضبوط نہیں بن پاتے بلکہ یہ خراب ہی ہوتے ہیں۔ ان چاروں کی موجودگی بندے کی زندگی تو برباد کرتی ہی ہے مگر خاندان اور پھر پورے معاشرہ میں بھی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ تو معصوم تھے انہیں تو ہرگز ہرگز ان کی ضرورت نہ تھی مگر آپ نے یہ دعا دراصل ہم جیسے گناہگاروں کے لئے ہی تلقین فرمائی تاکہ ہماری زندگیوں میں سدھار پیدا ہو سکے۔

ایک اور عظیم الشان دعا ہمیں سنن ابو داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں دستیاب ہوتی ہے۔

عَنْ شَكَلِ بنِ حُمَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ عَلِّمْنِيْ

تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهٖ فَاَخَذَ بِكَفِّي وَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ
وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي

(ترجمہ): حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک مرتبہ عرض کیا کہ یارسول اللہ؟ مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ اور حفاظت طلب کروں؟ آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست اقدس میں تھام کر ارشاد فرمایا۔ ”کہو کہ اے اللہ! میں تیری حفاظت اور پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادۂ شہوت کے شر سے۔“

جی ہاں! سمع و بصر و قلب اور بالکل اسی طرح جنسی خواہش کا شر ہے کہ یہ چاروں چیزیں احکامات الٰہی کے خلاف استعمال ہوں۔ یقیناً ں کا انجام اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کا عذاب ہی ہے۔ چنانچہ رے آقا و مولیٰ نے ہمارے لئے یہ دعائیہ کلمات تلقین فرمائے۔

سنن ابی داوٗد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ

بِئْسَ الضَّجِيعُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ

(ترجمہ): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے اور فاقہ سے اور وہ بڑا تکلیف دہ رفیق خواب ہے اور خیانت کے جرم سے کہ وہ بڑا ہی برا ہمراز ہے۔''

جملہ بیماریوں سے بچنے کے لئے ہمیں ایک دعا سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں ملتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّءِ الْاَسْقَامِ

(ترجمہ): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص، جذام اور پاگل پن سے اور تمام خراب بیماریوں سے۔''

یقیناً ان بیماریوں سے انسان کو اللہ کی پناہ ہی مانگنا چاہئے کہ جن کی وجہ سے مریض زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے۔ اسی لئے ہمارے آقا و مولیٰ نے ہمیں ان سے اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حادثاتی اور ناگہانی موت سے بچنے کے لئے ایک حدیث مبارکہ
سنن ابو داؤد اور سنن نسائی میں حاصل ہوتی ہے:

عَنْ اَبِی الیُسَرِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَدِمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ اَنْ یَتَخَبَّطَنِی الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا

(ترجمہ): حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ ”اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (اپنے اوپر کسی عمارت کے ڈھے جانے سے اور (کسی بلندی کے اوپر سے) گرنے سے اور (دریا وغیرہ میں ڈوب جانے سے) اور انتہائی بڑھاپے سے۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے وسوسوں میں مبتلا کر دے۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں میدان جہاد سے منہ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مجھے موت آئے۔“

بلندی سے گر جانا یعنی کسی بلند عمارت سے گر جانا پہاڑ سے گر

جانا وغیرہ، کسی دیوار کے نیچے یا ملبہ کے نیچے یا کسی چھت کے نیچے در
جانا یا کسی زہریلے جانور کے ڈسنے کی صورت میں مر جانا یہ تمام کی تما
مفاجاتی اور ناگہانی اموات ہیں۔ ان سے اللہ کی پناہ اس لئے بھی ضرور
ہے کہ ان حالات میں بندہ موت کی تیاری مثلاً تجدید ایمان اور توبہ
استغفار وغیرہ نہیں کر پاتا اور اس کا اس کو موقع ہی نہیں ملتا۔ اسی لئے ان
سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی مانگنا چاہئے۔

ترمذی شریف میں حدیث مبارکہ مرقوم ہے کہ:

عَنْ قُطْبَةَ بِنْ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ

(ترجمہ): حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے "اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔"

صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث پاک ہمیں دستیاب ہوتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ اَعْمَلْ

(ترجمہ): حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اے

میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان اعمال شر سے
جو میں نے کئے ہیں اور ان اعمال شر سے جو میں نے
نہیں کئے۔"

ان متذکرہ بالا دعاؤں کا بھی مقصد آقا کریم ﷺ کی نظر میں ہم جیسے عاصی ہی رہے ہوں گے۔ جیسا کہ پہلی حدیث مبارکہ میں جن تین چیزوں سے مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے ان کا کسی بھی طرح ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق نہیں بنتا ہے۔ یہ بھی دراصل ہمارے ہی لئے ہے کہ ہم رب کریم سے یہ سب کچھ مانگیں۔

اسی طرح دوسری حدیث مبارکہ میں بھی ہمیں ہی ان کلمات کی ضرورت ہے کیونکہ ہم ہی سے اعمال شر سرزد ہو سکتے ہیں اور اکثر لوگ چونکہ اپنی پارسائی کے زعم میں بہت کچھ کہہ جاتے ہیں اور اپنی ہی زبان سے کہی ہوئی باتوں کی پکڑ میں آ جاتے ہیں چنانچہ یہ ارشاد ہوا کہ ان اعمالِ شر سے بھی پناہ مانگو جو ابھی تک تم سے سرزد نہیں ہوئے۔

نمازِ تہجد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَنْ شَدَّادِ بِن اَوْس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حُرِمَتِ النَّارُ عَلٰی ثُلٰثَۃِ اَعْیُنْ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ عَیْنٌ سَہَرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ

''یعنی حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آنکھوں پر دوزخ حرام کی گئی ہے ایک تو وہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے روئی ہو، دوسری وہ کہ جو اللہ کی راہ میں جاگی ہو اور تیسری وہ کہ جو بند ہوئی ہو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے۔''

یہ حدیث مبارکہ بزرگوں کے مطابق نماز تہجد ہی کے فضائل میں بیان کی جاتی ہے کہ اس میں دو مرتبہ نہیں بلکہ تین مرتبہ آنکھوں ہی کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو اللہ کے لئے روئیں، جاگیں یا بند ہوں۔ یعنی جو لوگ بھی راتوں کو جاگیں اور عبادات میں مصروف و مشغول رہیں تو پھر انہی

کے لئے دوزخ حرام کر دی گئی ہے۔

آپ غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ اس حدیث مبارکہ میں پہلے یہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی جو کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا۔ یقینی بات ہے کہ بندہ کبھی بھی موڈ بنا کر نہیں روسکتا ہے یہ تو کلیتًا واردات قلبی ہے کہ جب بندہ پوری طرح اپنے رب کے خیالوں میں مستغرق ہو جائے گا اور اس کی عظیم الشان ذاتِ اقدس کو اپنے مدنظر رکھ کر اپنی ذات کے بارے میں سوچے گا تو پھر اسے اپنی کم مائیگی اور بے حیثیتی کا مکمل طور پر ادراک ہو گا اور وہ اپنی کم ترین حیثیت اور اپنی بے بسی اور بے کسی پر بے اختیار گریہ و زاری کرنے لگے گا۔ اسی کیفیت کی بدولت ہی ایسے بندوں پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا گیا ہے۔

دوسری حالت ان لوگوں کی بیان فرمائی گئی ہے جو کہ اگرچہ راتوں کو روتے تو نہیں ہیں مگر وہ راتوں کو محض اس لئے جاگتے ہیں کہ انہیں رات کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہوتی ہے۔ اب ایسے میں بھلا کون انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے ماسوائے اللہ کریم کے۔ اس وقت کی عبادت کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جب تمام لوگ گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں اور کوئی کوئی بندہ اپنے رب کے حضور سجود و رکوع میں مصروف و مشغول ہوتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ جو زیادہ محنت کرے گا پھل بھی زیادہ اس کو ہی ملے گا۔

نافع المسلمین میں درج ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ:

اَلسَّعِیْدُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ

''یعنی نیک (بندہ) اپنی ماں کے پیٹ سے ہے اور بدبخت بھی اپنی ماں کے پیٹ سے۔''

یہ اسی طرح ہے کہ کوئی شخص اگر نیک بخت دکھائی دیتا ہے اور اگر اس کے مقدر میں کوئی بدی لکھی ہے اور وہ ہو گزرتی ہے تو ایسے میں اس کی نیکی و پارسائی تو کچھ نہیں کر سکتی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابلیس چھ سو برس سے زائد عرصہ تک اللہ کریم کی عبادات میں مشغول رہا مگر چونکہ اس کی قسمت میں بدبختی لکھی جا چکی تھی اس لئے اس کی عبادات اس کے کسی کام نہ آ سکیں۔ چنانچہ اپنی کثرت عبادت پر کسی بھی قسم کا فخر و تکبر نہیں کرنا چاہئے۔

عاجزی و انکساری ہی سب سے اعلیٰ و افضل اعمال ہیں کہ جن کی بدولت بندہ اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ تکبر اور خودسری ہی کی وجہ سے ابلیس راندۂ درگاہ ہو گیا اور عاجزی و انکساری کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش نے انہیں اتنا نقصان نہ پہنچایا بلکہ تا قیامت انہیں تمام انسانوں کے باپ ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ بہت سے نیکوں کو دوزخ میں لے جایا جائے گا اور بہت سے بدکاروں کو جنت میں۔ اصحاب کہف کو بغیر کسی عمل کے بلائیں گے اور بلعم اور برصیصا کو باوجود طاعت کے سامنے سے نکال دیں گے۔

یعنی جو لوگ بظاہر عبادات گزار دکھائی دیں گے اور اپنی پارسائی کے ڈھنڈورے پیٹتے نظر آئیں گے ان کی عبادات کا صلہ انہیں دنیا عزت و شہرت کی صورت میں دنیا ہی میں مل جائے گا چنانچہ ان کا ٹھکانا دوزخ قرار پائے گا اور بہت سے ایسے لوگ جو بظاہر بہت زیادہ عبادت گزار نظر نہیں آتے مگر چھپ چھپ کر عبادت کرنے والے ہوتے ہیں اور چھپ چھپ کر لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ہوتے ہیں انہیں جنت ہی نصیب ہو گی کیونکہ آخری فیصلہ تو بہرحال اللہ رب العزت ہی نے کرنا ہے جو ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

اب ان لوگوں کو ہی لے لیجئے کہ جو اندھیری راتوں میں اکیلے تنہا اپنے رب کے حضور سربسجود ہوتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں۔ ان کا مقابلہ بڑی بڑی محفلوں میں بجلی کے قمقموں کی چکاچوند میں بیٹھ کر نعرے لگوانے والے تو ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگرچہ یہ لوگ بظاہر بڑے ہی نیک پاک اور پارسا دکھائی دیتے ہیں مگر ان کا مقام و مرتبہ بحرحال بلند ہی ہوتا ہے جو لوگ اندھیری راتوں میں اپنے رب کے حضور اپنے سروں کو جھکاتے ہیں اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں۔ ان کی عبادت کو یقینی طور پر کوئی بھی نہیں دیکھ رہا ہوتا سوائے اس کے جس کے آگے یہ سر جھکا رہے ہوتے ہیں چنانچہ انہیں صلہ بھی اس ذات اقدس سے ہی ملتا ہے۔

بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دور حاضرہ میں ہمارے ہاں ایک عجیب ہی رواج فروغ پا رہا ہے کہ ساری ساری رات محافل میلاد میں گزار کر اور پیشہ ور نعت خوانوں پر لاکھوں روپے نچھاور کر

کے بغیر فجر کی نماز ادا کیے سو جاتے ہیں اور اس بات کو یار لوگوں نے عبادت کا درجہ دے رکھا ہے۔ ہرگز نہیں فجر کی نماز کی افضلیت یقیناً مسلمہ ہے اس سے انکار کفر ہے۔ محافل نعت کی بہت فضیلت ہے مگر محافل ہرگز ہرگز فرض نماز کا نعم البدل نہیں ہوسکتیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نعت خواں فلمی گانوں کی طرزوں پر اور بالکل میوزیکل انداز میں نعتیں پڑھ پڑھ کر روپے اکٹھے کرتے ہیں جبکہ کلام بھی ہرگز معیاری نہیں ہوتا۔ ان میں سے کسی کو بھی یہ معلوم ہی نہیں ہوتا ہے کہ نعت کیا ہے۔ تو پھر وہ لوگ جو اندھیری راتوں میں بغیر کسی لنگر کے لالچ کے اور ویلوں کی امید کے بغیر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں ان کا مقام و مرتبہ تو بڑا ہی ہوگا۔

سیر الاولیاء میں مرقوم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تہجد سنت موکدہ ہے اور وہ بارہ رکعتیں ہیں تین سلاموں کے ساتھ۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”تہجد ہجود سے ہے۔ ہجود کے معنی کم سونے کے ہیں۔ تہجد رفع ہجود ہے، یعنی جب نیند خوب آنے لگے تو ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو نماز کے لئے بیدار رکھے۔ (یا بیدار کرے)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ تہجد کی بارہ رکعتیں اس طرح ادا فرماتے تھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ اور دوسری رکعت میں

سورۂ فاتحہ کے بعد آمن الرسول اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھتے تھے اور شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد میں ہر دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی مرقوم ہے۔ لیکن سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ سے شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوسری رکعت میں آمن الرسول پڑھو کہ میں یہی پڑھتا ہوں۔

شب کی بیداری میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ اول شب بیدار رہتے تھے اور آخر نصف شب میں کسل کے دور کرنے کے لئے سوتے تھے تاکہ نیند اوراد کے اوقات میں مزاحم نہ ہونے پائے۔ جبکہ بعض مشائخ اول میں سوتے تھے اور پچھلی آدھی رات میں بیدار رہتے تھے۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بیداریٔ شب میں یہی طریقہ تھا۔ بعض سابقہ بزرگ تمام رات بیدار رہتے تھے۔ یہاں تک کہ تابعین میں سے چالیس حضرات نے عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، سعید مثیب اور فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کا یہی طریقہ تھا۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ جس مسجد میں یہ بزرگ عبادت میں مشغول ہوتے تھے، تمام رات ہی بیدار رہتے تھے۔ جب فجر کے وقت موذن کے آنے کا وقت ہوتا تو یہ سب کے سب اپنے آپ کو سوتا ہوا بنا لیتے۔

حضرت خواجہ امیر خورد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سیر الاولیاء میں رقم فرماتے ہیں کہ "سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا میں نے دیکھا ہے کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی نے پوچھا کہ آپ کب وتر پڑھتے ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ رات کے اول حصے میں۔ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ وتر کس وقت پڑھتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخر رات میں۔ اس نے کہا کہ آپ نے جزم کو اختیار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے عزم اور جزم دونوں کو اختیار کیا تاکہ قضا نہ ہو جائے اور دوسرے معنی میں پختہ ارادے سے کام لیا۔

نیز میں نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بسا اوقات قائم مشکور ہوتا ہے اور سونے والا مغفور ہوتا ہے، یعنی تہجد ادا کرنے والا اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرتا ہے، اسی لئے وہ اس کا شکر گزار ہوتا ہے اور اسی لئے وہ بخشا جاتا ہے۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز ہر رات میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔ حاضرین مجلس نے پوچھا کہ وہ کون سا درود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درود شریف پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں بھی یہی پڑھتا ہوں۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آدھی رات کو فجر کی نماز سے کافی پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورۂ

فاتحہ اور اس کے بعد ایک مرتبہ قل یا ایھا الکافرون پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ جب سلام پھیر لے تو دس مرتبہ سبحان اللّٰہ دس مرتبہ:

ماشاء اللّٰه وما لم يشاء لم يكن اشهد ان اللّٰه قد
احاطه بكل شئ علما و احصٰى كل شئ عددا

دس مرتبہ درود شریف دس مرتبہ استغفار دس مرتبہ:

يا حي يا قيوم يا ذالجلال والاكرام

پڑھے اس کے بعد اپنا سر برہنہ کر کے اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور کہے یا ارحم الراحمین۔ اس کے بعد اپنا سر سجدہ میں رکھے اور سجدہ میں دس مرتبہ اغثنا یا غیاث المستغثین پڑھے۔ جس بھی مشکل کے لئے پڑھے گا کامیاب ہوگا۔

بندے کو چاہئے کہ اپنے رب کے حضور گڑگڑاتا ہی رہے اور اگر اس کو دنیا میں نعمتیں حاصل ہو جائیں تو ان کے حصول پر مولیٰ کریم کا صدق دل سے شکر ادا کرے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ اگر کسی سے نعمتیں چھن جائیں تو پھر بھی شکر ہی ادا کرے۔ ہرگز ہرگز گلہ نہ کرے کیونکہ ہر شے کا مالک و مولیٰ اللہ رب کریم عزوجل ہی ہے۔ اسی طرح دنیا میں جہاں اور بہت سی دعائیں مانگے وہیں دوزخ کی آگ سے بچنے کی بھی دعا مانگے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ 'النار' دوزخ کی آگ ہے اور دوزخ کے طبقے سات ہیں اور ساتوں طبقوں میں آگ ہی آگ ہے۔

درجہ بہ درجہ دنیا کی آگ کو بھی عربی میں نار ہی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم علیم وخبیر نے نمرود کی دہکائی ہوئی آگ کو فرمایا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا

''یعنی ہم نے فرمادیا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔''

لیکن اس آگ میں اور دوزخ کی آگ میں تو بہت زیادہ فرق ہے کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَارُكُمْ هٰذِهٖ اُحِدٰى وَسَبْعُوْنَ جُزْئًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ

''یعنی یہ تمہاری آگ تو دوزخ کی آگ کے سامنے اکہتروا‌ں حصہ ہی ہے۔''

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آگ لاکر زمین پر رکھی تو ساتوں طبقے زمین کے جل گئے اور وہ آگ اپنی جگہ پر چلی گئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام دوبارہ لائے اور ستر مرتبہ اس کو دریاؤں کے پانی سے دھویا جب بھی اس کی شدت میں کمی واقع نہ ہوئی۔

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ اسی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام آگ کو ستر مرتبہ لائے اور دریاؤں کے پانی سے دھویا اور آگ لوٹ پوٹ ہو جاتی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام عاجز ہو گئے تب حکم ربانی پہنچا کہ ہم نے آدمیوں کی کارروائی کے لئے پتھر اور لکڑی میں آگ رکھی ہے اس کو ان میں سے نکالیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ رب العزت نے دوزخ کو جب پیدا فرمایا تو سات ہزار برس تک اس کو دھونکایا، یہاں تک کہ وہ سرخ ہو

گئی اور پھر سات ہزار برس تک اس کو دھونکایا کہ وہ سفید ہو گئی اور پھر سات ہزار برس تک دھونکایا کہ وہ سیاہ ہو گئی اب اس کی سیاہی قیامت تک بڑھتی ہی رہے گی۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کے کمترین عذابوں میں سے یہ ہے کہ دوزخ میں دوزخی کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی کہ جس کے پہننے سے اس کا دماغ جوش کھانے لگے گا یہی نہیں بلکہ اس کے منہ اور اس کی ناک سے آگ نکلے گی۔

جبکہ دنیا میں آگ کی خاصیت یہ ہے کہ گناہگار و بے گناہ کو یعنی سب کو جلا دیتی ہے۔ جیسا کہ حضرت جرجیس علیہ السلام کو جلا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان جل گئی اور اسی طرح بہت سے اولیائے کرام جل گئے اور اسی طرح خاصیت دوزخ کی یہ ہے کہ وہ سوائے گناہگار کے کسی اور کو نہیں جلائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ کی آگ بے گناہ کے لئے ایسے ہی ہے جیسے پانی مچھلی کے لئے۔ ہاں مگر دنیا کی آگ تو پانی سے بجھ جاتی ہے مگر دوزخ کی آگ نہیں بجھ سکتی مگر نور مومن سے اور آنسو سے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت میں بعض مومن اللہ کریم سے مناجات کریں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ کریم! اگر ہم کو حکم ہو تو ہم دوزخ میں جائیں اور دوزخیوں کے احوال وغیرہ دیکھیں اور شکر بجا لائیں کہ ہمیں ایسی جگہ سے نجات فرمائی۔ حکم ہو گا کہ

اچھا جاؤ۔ جب مومن لوگ چلے جائیں گے اور وہاں کے احوال ملاحظہ کر لیں گے تو وہ سنیں گے کہ دوزخ کی آگ کا ہر ذرہ فریاد کر رہا ہے کہ اے مومن تیرے نور سے میرے شعلے ٹھنڈے ہو گئے یعنی حرارت کم ہو گئی ہے۔

آنکھ سے گرنے والا آنسو بھی دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہوتا ہے کہ اللہ کریم غفور الرحیم کا حکم پہنچے گا کہ دوزخ کو اور اوپر لے آؤ۔ ستر ہزار زنجیریں اس میں ڈالی جائیں گی اور ہر زنجیر کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے۔ جب دوزخ کو اوپر لے آیا جائے گا تو دوزخ ایک چیخ مارے گی، جس کی وجہ سے تمام عالم زانوؤں کے بل گر پڑیں گے اور ہر شخص چیخ و پکار کر رہا ہو گا مگر ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف رحیم ﷺ امتی امتی پکار رہے ہوں گے۔ نہایت دہشت کی وجہ سے ہر شخص یہ کہے گا:

اَللّٰھُمَّ اَعتِق نَفسِی مِنَ النَّارِ

''یعنی اے میرے اللہ! میری جان کو دوزخ سے آزاد فرما۔''

اس حالت میں وہ اس دعا کے اول و آخر کو بھول جائیں گے اور محض ''نفسی نفسی'' کہتے جائیں گے۔

ایسے وقت میں آگ کی موجیں دوزخ سے باہر نکلیں گی اور میدان قیامت میں لوگوں کو پکڑ پکڑ کر دوزخ کی طرف کھینچیں گی۔ اب لوگ رسول کریم ﷺ کے نام سے فریاد کریں گے اور پکاریں گے اے

ر! اے محمود اور نبی کریم ﷺ آگے بڑھ کر شفاعت کے لئے ہاتھوں کو
ائیے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئیں گے اور ایک مشک پانی کی بھری
ئی ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دیں گے اور
ہیں گے اے اللہ کے رسول ﷺ! چند قطرے اس مشک میں سے
زخ کی طرف ڈالیے اور عجائبات دیکھئے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ تھوڑا سا پانی اس
ں سے لے کر دوزخ کی طرف ڈالیں گے تو دوزخ کی آگ پانچ سو
ں کی مسافت کے برابر دور بھاگ جائے گی۔ اب نبی اکرم ﷺ اللہ
ریم کی بارگاہ عالیہ میں مناجات کریں گے کہ اے میرے مولیٰ! یہ کیسا
نی ہے؟ حکم ہوگا کہ یہ پانی گناہگاروں کی آنکھوں کے آنسو ہیں کہ جن
سے دوزخ کی آگ سرد پڑ جاتی ہے۔

یاد رہے کہ نافع المسلمین میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے
سات دوزخیں اوپر نیچے پیدا فرمائی ہیں جس قدر نیچے کے طبقے کی دوزخ
ہے اسی قدر اس میں عذاب زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بہشت تہہ در تہہ میں
کہ جس قدر اوپر کے درجات ہیں اسی قدر اس میں نعمت زیادہ ہے۔
یہاں تک کہ اگر کسی کو ساتویں طبقۂ دوزخ سے نکال کر چھٹے طبقۂ دوزخ
میں ڈالا جائے گا تو اس کو نہایت آرام سے نیند آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے
ہر طبقہ کے لئے ایک قوم بنائی ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل
علیہ السلام سے پوچھا کہ دوزخ کے طبقوں میں کون کون سی جماعت رہے گی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ساتویں طبقہ میں کہ اس کا نام ھاویہ ہے اس میں منافق لوگ ہوں گے۔ جن لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے وہ لوگ بھی اسی میں ہوں گے اور چھٹے طبقہ میں جس کا نام جحیم ہے اس میں مشرک ہوں گے اور پانچویں طبقہ میں کہ اس کا نام سقر ہے صائبین یعنی اچھے دین کو چھوڑ کر برا دین اختیار کرنے والے ہوں گے اور چوتھے طبقہ میں کہ اس کا نام حطمہ ہے شیطان اور اس کی ذریات ہوں گی اور تیسرے میں کہ اس کا نام لظیٰ ہے یہاں یہود ہوں گے اور دوسرے طبقہ میں کہ نام اس کا سعیر ہے یہاں نصاریٰ ہوں گے اور اول طبقہ میں کہ نام اس کا جہنم ہے یہاں پر سب کا ہی گذر ہو گا اور ان لوگوں کا ٹھکانہ ہو گا جو بہت بد ہوں گے اور توبہ کیے بغیر ہی مر گئے ہوں گے۔

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگے (مزید) کیوں نہیں کہتے کہ اس میں کون لوگ ہوں گے اور پھر جب آپ نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام رونے لگے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے بلند آواز میں بولتے ہوئے یعنی پکارتے ہوئے دریافت فرمایا کہ کیا میری امت کے گنہگار ہوں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ!

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی جبرئیل علیہ السلام! کچھ گرمی کا احوال اس طبقہ کا مجھ سے بیان کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر ایک قطرہ

ں دوزخ والوں کے پسینہ سے اس کوہ احد پر ڈالیں تو اس کی گرمی سے
بھی پگھل جائے اور پانی بن جائے۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر گم صم ہو
ے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں رونے کا شور ہو گیا۔

سب کے سب غمناک بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس
ئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! یا حبیب اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے
پ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ غمناک نہ ہوں اور اگر آپ کی امت
ں سے جو بھی بعد از نماز مغرب کی سنت کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر
ت مرتبہ صرف یہ کلمات ادا کر لے:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ

''یعنی اے اللہ! ہمیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرما
اے پناہ دینے والے۔''

اگر اس رات وہ مر جائے یا دن میں مر جائے تو اس کے جسم پر
وزخ کی آگ حرام کر دوں گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی ہمارے آقا و مولیٰ محمد
کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ
رسول اللہ ﷺ! میری آنکھ رونے والی ہے۔ ارشاد ہوا کہ وہ آنکھ آتش
وزخ سے آزاد ہو گئی۔ عرض کیا کہ مجھے آزادی پورے بدن کی
ہئے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے جب آنکھ کہا تو جان لے کہ سارا بدن ہی
زاد ہوا۔

اسی طرح ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں دوزخ

کی گرمی سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو آنسوؤں سے ٹھنڈا کیا کرو کیونکہ جس کی آنکھ تر رہتی ہے اس کا تن دوزخ میں نہیں جلتا ہے۔ یاد رہے کہ آنکھ کو عربی میں عین کہتے ہیں اور چشمہ کو بھی عین کہتے ہیں۔ جیسے بغیر پانی کے چشمہ کسی کام کا نہیں اسی طرح بغیر پانی کے آنکھ بھی کسی کام کی نہیں۔

جس طرح چشمہ کے پانی سے باغات اور زمینیں اور درخت وغیرہ سیراب ہو کر بڑھتے ہیں اسی طرح اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں سے درخت اور محلات جنت میں بڑھتے ہیں۔ یاد رکھنے والی بات ہے کہ آنسوؤں کو چشمہ کے پانی پر بڑی فضیلت حاصل ہے کیونکہ چشمہ سے جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے اس کو فنا ہو جانا ہے لیکن جو آنسوؤں سے پیدا ہو گا اس کو فنا نہیں ہے یعنی وہ دائمی ہے۔

چشمہ کے پانی سے ظاہری ناپاکی دور ہو جاتی ہے مگر آنسو کے پانی سے دوزخ بجھ جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت میں ہم جس پر ایمان لائے ہیں اس کو سچ جانتے ہیں کہ بندوں کے نیک کام ترازو میں جب تولے جائیں گے تو وہ کم ہوں گے اور بندہ حیران و متحیر رہ جائے گا اور دوزخ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ ایسے میں حکم ہو گا کہ اس کو لوٹاؤ اور اس کے آنسوؤں کو تولو۔ ایک قطرہ اس کے آنسو کا ساتویں آسمان و زمین سے بھاری ہو گا اور وہ آنسو اس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کر دے گا اور اس کے جسم پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ

"یعنی جو کوئی اللہ کے ڈر سے روئے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔"

یقینی بات ہے کہ اللہ کریم علیم وخبیر کی یاد میں رونا اور اللہ تعالیٰ کے خوف میں رونا بہت ہی فضیلت کے مقامات ہیں۔ تمام فضیلتیں انہی کی ہیں۔

ہاں مگر رونے کی بھی کئی ایک اقسام ہیں۔ جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ کسی مصیبت پر رونا جیسا کہ کسی کے مرجانے پر یا کسی عضو کے ضائع ہونے یا مالی نقصان پر بھی رونا آ ہی جاتا ہے۔ ان حالات میں رونا بے اختیار آ جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات کسی سے اچانک ملاقات کے وقت بھی آنسو بے اختیارانہ بہہ نکلتے ہیں مگر ان کی حیثیت محض دنیاوی ہے۔ ان کی بدولت بندہ دوزخ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہ فطری عمل ہوتا ہے اور اس کا تعلق دنیا داری سے ہوتا ہے۔

اگر افضل عمل دیکھیں تو حالت قراۃ میں رونا موجب ثواب ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قرآن پڑھا کرو تو رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روؤ اور اگر تکلف سے بھی نہ روؤ تو رونے کے جاتے رہنے پر روؤ۔

ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جو کوئی گناہ کرے اور اس پر پشیمان ہو جائے اور اس پشیمانی میں اس کی آنکھوں سے اس قدر آنسو

نکلیں کہ اس کی ایک پلک تر ہو جائے تو اللہ کریم علیم وخبیر اس کو تمام گناہوں سے پاک کر دے گا اور اس کے بدن کے جس قدر بھی بال ہوں گے ان کی مقدار کے برابر ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھنے کا حکم عطا فرمائے گا۔

ایک حکایت جامع الحکایت میں مرقوم ہے کہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں کوفہ میں ایک شخص مر گیا جو کہ حد درجہ فاسق تھا۔ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ اس کے جنازہ پر تشریف لائے اور اس کے دفن میں بھی شریک ہوئے۔ جب اس کو دفن کر دیا گیا اور قبر وغیرہ بنا دی گئی تو اس کی ماں روتی ہوئی آئی اور حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کا دامن پاک تھام کر کہنے لگی کہ میں نے اپنے بیٹے کی صورت نہیں دیکھی مجھے اس کی صورت دکھا دو۔

جب اس عورت کا رونا حد سے بڑھ گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اجازت دی اور اس کی قبر کھول دی گئی۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس شخص کے چہرہ پر ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا سی گئیں۔ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ بھی حیران رہ گئے اور اس کا حال ہر شخص سے دریافت کرتے تھے مگر کسی نے بھی اس کی پارسائی کی بات نہیں کی بلکہ اس کی بدکاری ہی کی گواہی دی۔ جب حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر تشریف لے آئے اور سو رہے تو رات کو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا وہ مرنے والا شخص بھی وہاں پر موجود ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی حیران ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! اس کے دونوں رخساروں کو دیکھتے ہو کہ ان میں سے کیسا نور نکلتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! یہ نور برکت اس کے آنسوؤں کی ہے کہ جب بھی یہ گناہ کرتا تھا تو اس کے خوف سے اس قدر ڈرتا اور روتا تھا کہ اس کے دونوں رخسار ہی بھیگ جاتے تھے۔ اس کے رونے کی برکت سے اللہ کریم نے اس کو بخش دیا۔

جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہت روتے تھے اور آپ متواتر تین سو برس تک ہمہ وقت روتے رہے اور اپنا سر جھکائے رکھا۔ فرشتوں کو ان کی طرف دیکھنے کا حد درجہ جب اشتیاق ہوا تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ کریم ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جاؤ اور حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھو کہ وہ اپنا منہ آسمان کی طرف کیوں نہیں کرتے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل علیہ السلام! گنہگار تو شرمندہ ہوتے ہیں اور جو شرمندہ ہوتا ہے وہ اپنا منہ اوپر تو نہیں اٹھاتا۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ متواتر چالیس برس تک روتے رہے اور اپنی لغزش یاد کرتے رہے۔ مشہور ہے کہ جب آپ کی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی تو پھر بھی آپ نے اپنے منہ کو چھپائے رکھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ ہمیں اپنا چہرہ کیوں نہیں دکھاتے تو آپ نے فرمایا کہ میرا منہ اس قابل کہاں کہ لوگوں

کو دکھلاؤں۔

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ درج فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ رات کے وقت اپنے گھر کی چھت پر بیٹھے رب کریم کی بارگاہ میں رو رہے تھے اور آپ کے آنسو پرنالے میں سے بہہ رہے تھے کہ ان آنسوؤں کی کچھ چھینٹیں کسی راہ چلتے شخص پر پڑ گئیں۔ اس نے کہا کہ اے صاحب! کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھائی یہ پانی تو ناپاک ہے کیونکہ ایک گنہگار کی آنکھ سے نکلا ہے۔ اس نے حضرت کی آواز کو پہچان لیا اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے کہا کہ میں اس کپڑے کو سنبھال کر رکھوں گا۔ اسی کا کفن بناؤں گا تا کہ میری بخشش ہو جائے۔

اسی لئے اور اس ضمن میں حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو کوئی بھی اللہ کریم کے اشتیاق میں روتا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل اس کو اپنے مقربین میں شمار کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے لئے مشہور ہے کہ آپ علیہ السلام دس برس تک روتے رہے یہاں تک کہ اندھے ہو گئے پھر انہیں اللہ کریم نے بینا کر دیا۔ اس کے بعد گیارہ برس تک روئے اور آنکھیں جاتی رہیں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو آنکھیں عطا فرما دیں اور پھر گیارہ برس تک روتے رہے تو بینائی جاتی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے نور چشم عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ اے شعیب! اگر جنت کے لئے روتے ہو تو وہ تمہارے لئے ہی ہے اور اگر دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو وہ تم پر تو

ویسے ہی حرام ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے عرض کیا یاالٰہی! مجھے نہ تو جنت کی فکر ہے اور نہ ہی دوزخ کا خوف لاحق ہے مگر میں تو صرف تیرے اشتیاقِ دیدار میں روتا ہوں تو اس پر حکم ہوا کہ اچھا ہے روتے رہو۔ آپ پھر اس کے بعد دس برس تک روتے رہے کہ نابینا ہو گئے۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف رکھتے تھے۔ میرا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازوئے اقدس پر تھا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی شریف کے بال ہٹا ہٹا کر دیکھتی تھی اور میرے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ ان کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمع عالی تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل میں رکھ دیا اور لیٹ گئی۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس آیت پر پہنچے:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ

یعنی وہ لوگ تو قیامت میں اپنے رب سے محجوب ہوں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو مجھ پر تیزی کے ساتھ گرنے لگے۔ میں اٹھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک پکڑ لیا۔ جب کافی دیر ہوگئی اور طبیعت سنبھل گئی تو میں نے عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے لئے روتے ہیں تو فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ کے خوف سے روتے ہیں فرمایا کہ نہیں۔

میں نے پھر عرض کیا تو پھر کیا آپ ﷺ اللہ کریم کے اشتیاقِ دیدار کے روتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مُشْتَاقٌ وَبِیْ اِشْتِیَاقٌ اَنَامُشْتَاقٌ وَ بِیْ اِشْتِیَاقٌ

''یعنی میں مشتاق ہوں اور مجھے سخت اشتیاق ہے۔''

آپ ﷺ بار بار اسی کی تکرار فرماتے رہے اور متواتر روتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے اچھا وہ رونا ہے کہ جو اشتیاق مولیٰ کے ہو اور بدتر وہ رونا ہے کہ جو دنیا کے جاتے رہنے کی وجہ سے ہو۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کے ولی کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ بیداری کی وجہ سے جن کے چہرے زرد ہو گئے ہوں اور آنکھیں بہ سبب رونے کے ضعیف ہو گئی ہوں۔'' اگرچہ ہم جن پیروں کو دیکھ رہے ہیں ان کے چہرے ہمہ وقت تروتازہ دکھائی دیتے ہیں اور ان کی صحت بھی ان کے مریدوں سے کئی گنا بہتر دکھائی دیتی ہے۔ کہیں تو کوئی نہ کوئی کمی رہ گئی ہوتی ہے۔

طریقہ:-

نافع المسلمین میں مرقوم ہے کہ نماز تہجد سے پہلے پہل فرض کا درجہ رکھتی تھی۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین پوری پوری رات عبادات ہی میں گذارا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین قیام شب کی وجہ سے جسمانی طور پر حد درجہ لاغر ہو

گئے تھے یہی نہیں بلکہ دن کے اوقات میں جو کچھ وہ کسب معاش کے لئے کیا کرتے تھے اس سے بھی جاتے رہے تھے۔ یقینی بات ہے کہ جب پوری رات بندہ رکوع و سجود میں بسر کرے گا تو پھر وہ دن کے وقت کام کاج تو نہیں کر سکتا ہے۔

اسی لئے اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیز تا قیامت مسلمانوں کے لئے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

''کہ بے شک اللہ تعالیٰ (راتوں کو جاگنا چونکہ تم لوگوں پر شاق ہے) تم پر آسانی چاہتا ہے اور ہرگز دشواری نہیں چاہتا۔''

اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ:

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا

''کہ دن بڑا ہوتا ہے اس میں ہماری عبادت کیا کرو۔''

ان احکامات سے ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ غمناک ہوئے کہ ایسی عبادت سے میری امت محروم ہو جائے گی تو ایسے میں حکم ہوا کہ اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ہرگز غمگین نہ ہوں بلکہ جو کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے آدھی رات کو صرف دو رکعت نماز پڑھے گا اس کے نامۂ اعمال میں جن و انس کی عبادت کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔ چنانچہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

رَكْعَتَانِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ لِلّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا
وَلَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَفَرَضْتُهَا
''یعنی دو رکعتیں نصف رات کی ہیں محض اللہ تعالیٰ کے واسطے جو کہ دنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہیں اور اگر میں مشقت نہ دیکھتا اپنی امت کے لئے تو ان پر انہیں فرض کر دیتا۔''

جب رات رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا عام لوگوں پر منسوخ ہو گیا تو ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کو حکم ہوا کہ قُمْ اللَّيْلَ رات کو قیام کرو۔ اب آپ ﷺ رات رات بھر کھڑے رہتے نماز میں اور یوں آپ ﷺ کے پاؤں اقدس متورم ہو جایا کرتے۔ ان حالات میں بدخواہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

مَا اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ اِلَّا لِلشَّقَاوَةِ
''یعنی آپ ﷺ پر قرآن نہیں اترا مگر صرف بدبختی کے لئے۔''

اس کے جواب میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ:
مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى
''یعنی ہم نے آپ ﷺ پر قرآن بدبختی کے لئے ہرگز نازل نہیں فرمایا۔''

چنانچہ اس ارشاد مبارکہ سے مشرکین کا قول رد ہو گیا۔ یعنی جو یہ کہتے تھے کہ قرآن آپ ﷺ پر بدبختی کے لئے نازل ہوا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ آپ ساری ساری رات کس لئے جاگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہی تو حکم لے کر آئے ہو کہ قُمْ اللَّيْلَ کہ رات بھر قیام کیا کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام دوسرا حکم لائے کہ:

اِلَّا قَلِيْلًا نِصْفَهٗ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْزِدْ عَلَيْهِ

"رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑا (یعنی) آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کرو یا کچھ زیادہ۔"

یہاں ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کو اختیار مرحمت فرمایا گیا کہ چنانچہ آپ ﷺ کبھی نصف اول شب میں بیدار رہتے اور کبھی تہائی رات میں جاگتے۔ دوسرا حکم ربانی ہوا کہ میرے محبوب سو کر پھر اٹھو جاگو اور میری عبادت میں مشغول ہو جایا کرو۔

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

"یعنی تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لئے ہے۔"

تہجد دراصل اس کو کہتے ہیں کہ سونے کے بعد بیدار ہو کر عبادت الٰہی میں کھڑا ہوا جائے۔ یعنی اگر کوئی شخص پوری رات ہی جاگ کر عبادت میں مشغول رہے تو اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب تو بلاشبہ حاصل ہو گا مگر تہجد کا ثواب اسے نہیں ملے گا اور اگر کسی نے یہ قسم کھالی کہ میں نماز تہجد پڑھوں گا اور پوری رات جاگا اور عبادت کی تو وہ اپنی قسم سے ہرگز باہر نہیں ہو گا۔

تہجد کے بہترین اوقات:۔

اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا نے عرض کی کہ یا میرے رب! ہم تجھے کس وقت طلب کیا کریں تو حکم ربی ہوا کہ آدھی رات کے وقت۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا نے پھر عرض کیا کہ اے میرے رب! رات بھر میں کون سا وقت تجھے زیادہ پسند ہے کہ ہم اس وقت تیری عبادت کیا کریں تو حکم ہوا کہ آدھی رات کو جو کوئی بھی اس وقت میں دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ مجھے زیادہ محبوب ہوں گی تمام عالم سے (یعنی وہ دونوں رکعتیں)۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے صدیق (رضی اللہ عنہ)! اگر یہ چاہتے ہو کہ اللہ کریم قبر میں تمہاری فریاد سنے تو آدھی رات کی عبادت اپنے آپ پر لازم کر لو۔ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

لِلْمُتَهَجِّدِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ أَجْرٌ عَظِيْمٌ

''یعنی تہجد پڑھنے والوں کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی بڑا اجر ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں اچھے ہیں کہ رات رات بھر نماز پڑھتے ہیں اور ان کی بھلائی تو عبادت شب ہی میں ہے۔ یقینی بات ہے کہ رات کو جاگ کر عبادت کرنا بہت ہی

اعلیٰ و افضل ہے اگرچہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ رات رات بھر جاگ کر محافل نعت اور محافل سماع میں شرکت کرتے ہیں اور نماز فجر کے وقت گھروں میں جا کر سو رہتے ہیں حالانکہ ہمیں جاگ کر نماز قائم کرنے کا حکم ہوا ہے۔

ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! بندے کی آدھی زندگی رات کے لئے اور آدھی دن کے لئے۔ پس چاہئے کہ رات کی آدھی زندگی محض سونے ہی میں نہ گزار دیا کرے۔ یعنی رات کو اگر بندہ سو رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے تو گویا اس نے اپنی رات کو ضائع کر دیا۔ ایک صحابیؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

قُمِ اللَّیْلَ وَلَوْ بِقَدْرِ حُلْبَةِ شَاةٍ

"یعنی رات کو عبادت کیا کرو اگرچہ مقدار بکری کے دوہنے کی ہی ہو۔"

یعنی بھلے تھوڑے سے وقت ہی کے لئے بندہ جاگے۔ یقیناً بکری دوہنے میں بھلا وقت ہی کس قدر لگتا ہے تو یہ کم سے وقت میں عبادت میں اگر گذارے تو وہ بھی ثواب سے خالی نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں رقم فرمایا ہے کہ جو کوئی رات میں جاگے اور یہ کہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں چوبیس ہزار نیکیاں لکھے گا

اور چار ہزار برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے دور فرمائے گا اور جو شخص اس بات پر یقین نہ کرے کہ بس اتنا سا حکم ہے اور اس قدر بڑا انعام پائے تو اس کے لئے بہتر ہوگا کہ تمام رات سو کر گزار دے۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(ترجمہ): "یعنی (اے میرے محبوب)! آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اپنے کفر سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو۔ اس لئے کہ دنیا کی حقیقت تو بس تھوڑی سی ہی ہے۔ کیونکہ اگرچہ پوری زندگی بندہ نفع حاصل کرتا رہے مگر آخرت کے مقاصد میں تو اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔"

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تم لوگ دوزخ والے ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا وہ شخص کہ جو رات میں عبادت کرتا ہے اور سجود کے بعد قیام بھی کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا ہے یعنی دوزخ سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے یعنی جنت کا۔ یعنی دوزخ سے ڈرنا اور جنت کی امید رکھنا۔ رات کی عبادات کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہے تو وہ اس کی طرح تو نہ ہوگا جو کہ رات بھر مزے سے سوتا ہے اور خواب کے مزے لیتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہو جائیں گے۔ یہ ہرگز نہیں ہو گا۔ یعنی بالکل اسی طرح راتوں کو جاگنے والے اور سونے والے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ہیں اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ عقل وفہم والے ہیں وہی تو نصیحت کو مانتے ہیں۔

ان آیات مبارکہ میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جو لوگ اول تو رات کو جاگ کر عبادت نہیں کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں جنت کی اور دوسرے وہ لوگ بھی ہیں جو کہ رات رات بھر محافل سماع اور محافل میلاد میں شریک تو ہوتے ہیں مگر نماز فجر سے پہلوتہی کر جاتے ہیں۔ انہی کے لئے ارشاد مبارکہ ہوتا ہے کہ کیا عالم اور جاہل ایک جیسے ہو جائیں گے۔ یعنی کیا ان کے مراتب ایک جیسے ہو جائیں گے تو ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ رات کو جاگنا یقیناً افضل ہے۔ رات کو جاگ کے محفل میلاد میں شریک ہونا بھی اعلیٰ و افضل ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ نماز فجر کو ادا کرنا بھی حد درجہ افضل ہے کیونکہ نماز فجر تو فرض عبادت ہے اور اس کی معافی تو کسی بھی صورت نہیں مل سکتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت میں رات کو جاگ کر عبادت کرنے والوں کو رب کریم کے حکم سے براقوں پر سوار کروایا جائے گا اور ان کے رنگ یاقوت سرخ کی مانند ہوں گے۔ قیامت والے عرض کریں گے اے بار الٰہی! یہ کون لوگ ہیں؟ حکم ربی ہو گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں جب تم لوگ سو جایا

کرتے تھے تو یہ لوگ میری عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ان کا کھڑا ہونا نہ تھا بلکہ خشوع کے ساتھ اور ان کا سونا نہ تھا مگر سجود کے ساتھ۔ پھر ارشاد ہوگا کہ:

وَهُمْ اَحِبَّائِیْ وَهُمْ اَحِبَّائِیْ

''یہ میرے دوست ہیں یہ میرے دوست ہیں۔''

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا، خواب غفلت میں مدہوش سونے والوں میں بس ایسا ہی ہے کہ جیسے مردوں میں زندہ شخص۔ یعنی رات کو جاگ کر عبادت کرنا ایسا افضل و اعلیٰ خیال کیا گیا ہے کہ جو عبادت کر رہا ہے بس وہی زندہ ہے۔ یقینی بات ہے کہ جو بھی محنت و مشقت کرتا ہے اجر وثواب بھی اسی کا مقدر بنتا ہے۔

یاد رہے کہ تہجد کی کم از کم چار رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر اللہ پاک کی توفیق حاصل ہو اور تہجد کے لئے نیند سے اٹھیں تو چاہئے کہ تحیۃ الوضو کے دو رکعت نماز شکر قیام شب میں پہلے ادا کر لیں۔ پھر نماز تہجد ادا کریں۔ نماز تہجد اس یقین کامل کے ساتھ ادا کریں کہ تہجد کی نماز پڑھنے والوں کی ضمانت ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ پر ہے۔

کیونکہ نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ التَّہَجُّدِ اَنَا ضَامِنٌ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ

''یعنی جو کوئی بھی تہجد کی نماز پڑھے گا تو اس کے لئے

جنت کا ضامن میں ہوں۔"

ایک بات تو یقینی ہے کہ رات کو جاگنا یا تو طاعت کے لئے ہوتا ہے یا پھر گناہ کرنے کے لئے۔ تو جاننا ضروری ہے کہ طاعت کے لئے جاگنے کی بھی کئی ایک قسمیں ہیں۔ ایک نہ سونا اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے ایک ہے:

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

یعنی اسے اونگ آتی ہے اور نہ ہی وہ سوتا ہے تو جوکوئی بھی اللہ تعالیٰ کے اخلاق و صفات کے ساتھ مشابہت پیدا کرے گا اس کے لئے یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ تَمَسَّكَ بِخُلُقٍ مِنْ اَخْلَاقِ اللّٰهِ فَهُوَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ اَجْرٌ كَبِيْرٌ

جبکہ ایک دوسری روایت میں اجر کثیر بھی آیا ہے۔ یعنی جو بھی کوئی عادت اللہ تعالیٰ کی اختیار کرے گا تو وہ محفوظ و مامون لوگوں میں سے ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا زیادہ ثواب ہے۔

جبکہ نہ سونا صرف ایک نماز کے لئے ہے۔ چنانچہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کی اندھیری رات میں دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ بھی بہت بہتر ہے۔ اسے سات سو رکعات کا ثواب حاصل ہوگا جو دن میں پڑھے گئے ہوں اور فرض نماز تاریکی میں مکروہ ہے جبکہ نفل نماز تاریکی میں مستحب ہے۔ اسی طرح نہ سونا صرف اللہ کے ذکر کے لئے

ہوتا ہے۔ اس میں بھی حد درجہ ثواب ہے۔ نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ نَوَّرَ اللّٰهِ قَلْبَهٗ وَقَبْرَهٗ

''یعنی جو کوئی بھی اندھیری رات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل اور اس کی قبر کو منور فرما دیتا ہے۔''

اسی طرح ایک نہ سونا اس لئے بھی ہے کہ اس میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ یہ بھی ایک ابدی سعادت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ اسْتَظْهَرَ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلُ نُوْدِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِثَلٰثَةِ نِدَاءٍ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ يَا اَهْلَ اللّٰهِ يَا مَجَاهِدَ اللّٰهِ

''یعنی جو کوئی رات کے اندھیرے میں قرآن شریف کو ظاہر کر کے پڑھے گا تو قیامت میں اس کو تین القابات سے پکارا جائے گا یا ولی اللہ، یا اہل اللہ• یا مجاہد اللہ کہہ کر پکارا جائے گا۔''

یا پھر جاگنا طلب علم کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں بھی حد درجہ جزا ہے۔ جامع الفضائل میں مرقوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تکرار سبق رات میں کرے تو اس غرض سے ہو کہ اسے یاد ہو جائے تو اس کو ہر ہر حرف کے برابر میں حاجی اور مرد نمازی کا ثواب

حاصل ہوگا۔

یا پھر جاگنا اس غرض سے ہو کہ راتوں کو سفر کر کے بیت اللہ شریف یا مدینہ منورہ جاتا ہے۔ یہ بھی بہت بڑی سعادت اور دولت ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیں جو لوگ راتوں کو سفر کر کے اندھیری راتوں میں میرے گھر کی طرف آتے ہیں۔ عنقریب میں ان کو جنت کی طرف کھینچنے والا ہوں۔

اس کے علاوہ ایک جاگنا جہاد کے لئے ہے کیونکہ اللہ کریم نے ان سواروں کی جو راتوں کو راستہ چلتے ہیں اور صبح کے وقت کفار سے جہاد کرتے ہیں قسم کھائی ہے اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو گھر سے جہاد کے لئے نکلے تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں غلام آزاد کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوگا۔

اسی طرح اپنی منکوحہ کے ساتھ جاگنا صحبت کرنے کی غرض سے یہ بھی افضل ترین ہے۔ میاں کے لئے بھی اور بیوی کے لئے بھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کوئی جاگتا ہے اپنی بیوی کے پاس رات کو ایک گھڑی بھی تو گویا اس نے تمام رات عبادت میں بسر کی، کیونکہ یہ حکم ربانی بھی ہے اور سنت نبوی ﷺ بھی ہے۔

اس کے برعکس گناہ کے لئے جاگنے کو جاگنا اور دیگر بہت سے کام ہیں کہ جو موجب عذاب خداوندی ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افسوس ہے ان لوگوں پر کہ جو رات کو

گناہوں کے لئے جاگتے ہیں۔ اے ایمان والو! رات کو عبادت کرنا یہ ایک علامت ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کی۔ رسول اکرم ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ محبت اور دوستی کا نشان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

سَهَرُ اللَّيَالِيْ وَاِرْسَالُ اللَّلَالِيْ

''یعنی رات کا جاگنا اور آنسوؤں کا بہانا۔''

کوئی بھی اگر یہ خواہش کرے کہ راتوں کا جاگنا اس کے لئے سہل ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ بہت کم کھائے اور بہت ہی کم پیئے۔ یعنی مشروبات سے بچتا رہے۔ یعنی اپنا معدہ اچھی اچھی غذاؤں سے خالی رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشے تو جس قدر آسانی سے ممکن ہو روزے رکھے اور اپنا دھیان اللہ ہی کی طرف مرکوز رکھے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک آنکھ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے محارم سے بند ہو۔ جاننا چاہئے کہ آنکھ کا بند کرنا یعنی نہ دیکھنا ان لوگوں کی طرف جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے فرض ہے۔ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیوی پر اطمینان نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی آنکھ کو دوسروں کی بیویوں سے بند کرلو۔

رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ نَظَرَةً وَاحِدَةً اِلٰى مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ عَذِّبَ فِي النَّارِ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا

''یعنی جو کوئی بھی ایک نظر بھی اس طرف دیکھے گا جس
کو اللہ کریم نے منع فرمایا ہے تو چالیس برس تک اسے
دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب بندہ کسی نامحرم کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میں تیری طرف دیکھتا ہوں اور تو کسی اور کی طرف دیکھتا ہے۔

اسی طرح دیگر بہت سے گناہ ہیں کہ جو اکثر رات میں کیئے جاتے ہیں۔ جبکہ رات بندہ جاگتا تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے نہیں جاگتا تو ایسا جاگنا بھی اس کے لئے قطعاً بے کار ہے۔ اس دوران اگر اس نے جھوٹ بولا تو یہ بھی گناہ کبیرہ کیا اور اگر اس نے کسی کی غیبت کی تو یہ بھی گناہ کبیرہ کیا یعنی کوئی بھی اچھا کام نہیں کیا۔ ہاں اگر کوئی بندہ اگرچہ رات کو جاگ رہا ہے مگر عبادت الٰہی میں مشغول نہیں ہے مگر کسی کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے جاگ رہا ہے تو اس کا جاگنا بھی کارِ ثواب ہی میں شمار ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی بیمار ہے اور اس کی عیادت اور اس کی خبر گیری کی غرض سے جاگ رہا ہے تو یہ بھی کارِ خیر ہے۔ اس کا بھی حد درجہ اجر ہے۔ اس طرح کا بھی جاگنا اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ میں بہت مقبول ہے حالانکہ اس میں عبادت نہیں وہ کر رہا مگر اس کے نامۂ اعمال میں ثواب ہی ثواب لکھا جا رہا ہے۔ یہ احسان ہے مولیٰ کریم کا رسول کریم ﷺ کی امت پر۔

غنیۃ الطالبین میں مرقوم ہے کہ حضرت شفیق بن عبداللہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے کچھ لوگوں کا ذکر ہونے لگا۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! فلاں شخص رات بھر سوتا رہا یہاں تک کہ صبح کی نماز بھی نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے پھر جب وہ بندہ اٹھ بیٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے تو پوری گرہیں کھل جاتی ہیں اور یوں صبح کو بندہ چست اور ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ سست اور بگڑے دل سے پورا دن ہی رہتا ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ جو رات کو نماز پڑھتا تھا پھر اس نے رات کی نماز چھوڑ دی۔ یعنی افضلیت یہی ہے کہ اگر رات کو نماز پڑھنا شروع کر دے پھر اپنے اس عمل کو ہرگز ترک نہ کرے اور ہمیشہ اس پر قائم رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک تہائی رات رہ جاتی ہے تو آسمان سے دنیا کی طرف اللہ کریم نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کروں۔ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور میں

رزق عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے دکھ درد دور کرنے کی درخواست کرے اور میں اس کے دکھ دور کروں۔ یہ حالت فجر کے نمودار ہونے تک برقرار رہتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ شب کا التزام کرو کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے۔ قیام شب قربِ الٰہی حاصل ہونے، گناہوں کا ساقط کرنے، گناہوں سے روکنے اور جسم سے بیماریوں کو دور کرنے کا طریقہ ہے۔ حضرت ابو نصر نے اپنے والد کی اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہے کہ ٹھیک اس ساعت میں اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ یہ ساعت ہر رات میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ میں بچھونے کی عرض میں لیٹا اور نبی کریم ﷺ اور آپ کی بی بی بستر کے طول میں لیٹے۔ رسول اکرم ﷺ سو گئے۔ آدھی رات ہوئی یا آدھی رات سے کچھ کم و بیش وقت تھا کہ حضور اکرم ﷺ بیدار ہو گئے۔ دست مبارک سے آنکھوں کو مل کر نیند کا اثر دور کیا۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔ پھر نماز کو کھڑے ہو گئے اور میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جو عمل حضور ﷺ نے کیا تھا وہی کیا اور جا کر حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے سیدھے

کان کو مروڑا۔

اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور پھر دو پڑھیں پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ مؤذن آیا تو آپ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعتیں مختصر پڑھیں اور باہر تشریف لے جا کر فجر کی نماز پڑھی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں رقم فرمایا ہے کہ وتر کا اصل وقت آخر شب ہے کیونکہ آخر شب کی نماز کی فضیلت بہت ہے۔ نافعؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو دو رکعت پڑھو۔ پھر صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت ملا کر پڑھ لو۔ یہ رکعت گذشتہ کو وتر (طاق) بنا دے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وتر آخر شب میں پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ اول شب میں پڑھتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے دونوں سے دریافت فرمایا۔ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اول رات میں سونے سے پہلے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آخر رات میں۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ گومحتاط ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ قوی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ وتر کے تین طریقے ہیں۔ اگر تم چاہو تو اول رات میں وتر پڑھ لو۔ پھر دو رکعت (نفل) نماز

پڑھ لو اور چاہو تو وتر کی ایک رکعت پڑھ کر سو رہو۔ پھر بیدار ہو کر ایک رکعت پڑھ کر اس کو شفع بنا لو۔ اس کے بعد اگر دل چاہے تو وتر کو آخر رات کے چھوڑ دو اور تہجد کی نماز کے بعد پڑھ لو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اندیشہ ہو کہ آخر رات میں بیدار نہ ہو سکے گا تو وہ اول رات میں وتر پڑھ کر سو رہے اور جس کو اخیر رات اٹھنے کی امید ہو وہ وتر کو مؤخر کر دے کیونکہ آخر رات کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر شروع رات میں وتر پڑھ لئے ہوں تو پھر تہجد کو اٹھے تو اول پڑھے ہوئے وتر کو فسخ کر دے یا وتر کو فسخ کئے بغیر جتنی نماز چاہے پڑھے۔ دونوں قول مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تہجد گذاروں میں سے ہو اور اس کو اونگھ کا غلبہ ہو جائے تو اس کے لئے سو جانا مناسب ہے کیونکہ صحیح مسلم و صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں کسی کو اونگھ آ جائے تو سو جانا چاہئے۔ یہاں تک کہ نیند کا غلبہ زائل ہو جائے کیونکہ اونگھ کی حالت میں اگر نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ ارادہ استغفار کرنے کا ہو اور دینے لگے اپنے آپ کو گالیاں۔

حضرت عروہ راوی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا فلاں عورت ہے۔ یہ تو

رات کو سوتی ہی نہیں۔ فرمایا کہ جس عمل کی تم کو سکت ہو اس کی پابندی کرو۔ خدا کی قسم! تم تھک جاؤ گے مگر خدا نہیں تھکے گا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا عمل وہ ہے جس کو کرنے والا پابندی سے کرے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ جب لوگوں کو عمل کا حکم دیتے تو ان کی طاقت کے موافق حکم دیا کرتے تھے۔ یعنی رات کو سونا بھی چاہئے اور عبادت بھی کرنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ رات میں دو رکعتیں پڑھ لینا، بندے کے لئے دنیا اور موجودات دنیا سے بہتر ہے۔ اگر امت کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں رات میں دو رکعتیں فرض کر دیتا۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم ﷺ نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ امت پر قیام شب اور عبادت شب دشوار نہ ہو جائے یا یہ کہ انہیں کہیں عبادت سے نفرت نہ ہو جائے یا وہ اکتا ہی نہ جائیں۔ سہولت کو اسی لئے باقی رکھا۔ ایک تہائی رات کا قیام یعنی نماز اور کم از کم رات کے چھٹے حصے میں قیام کرنا مستحب ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی ساری رات نماز نہیں پڑھی کہ صبح تک پڑھتے ہی رہے ہوں اور نہ ہی کبھی ساری رات سو کر گزاری۔ یعنی رات کو سوتے بھی تھے اور عبادت کے لئے بیدار بھی ہوتے تھے۔

بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تہجد گذاروں کے لئے اول رات ہے اور عبادت گذاروں کے لئے وسط شب ہے اور آخر شب نمازیوں کے لئے۔ جبکہ نماز فجر کے لئے بیدار ہونا غافلوں کے لئے ہے۔

حضرت یوسف بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ مرغ کی شکل کا ہے جس کے پنجے موتی کے اور ناخن سبز زمرد کے ہیں۔ جب ایک تہائی رات گذر جاتی ہے تو وہ بازو پھڑ پھڑاتا ہے اور آواز دے کر کہتا ہے۔ نمازی اٹھ جائیں۔ پھر جب آدمی رات گذر جاتی ہے تو وہ بازو پھڑ پھڑاتا ہے اور چلاتا ہے کہ تہجد گذار اٹھ جائیں۔ جب دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو وہ بازو پھڑ پھڑاتا ہے اور چلاتا ہے کہ عبادت گذار اٹھ جائیں۔ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ بازو پھڑ پھڑاتا ہے اور پکارتا ہے کہ اب غافل اٹھ جائیں اور ان کا بوجھ انہی پر رہا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ پوری رات کا قیام تو ان قوی لوگوں کا کام ہے جن پر اللہ کریم کی پہلے سے عنایت ہو چکی ہے، جن کی دوامی نگہداشت ہوتی ہے، جن کے دلوں کو توفیق الٰہی اور نور جلال و جمال گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ کریم نے قیام شب کو ان کے لئے اپنی ایسی بخشش اور خلعت بنا دیا ہے کہ اپنی ملاقات تک کبھی نہیں اتارتا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کرتے اور پوری رات گذار دیتے تھے۔

حضور غوث پاک سرکار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی غفلت انتہا کو پہنچ چکی ہو، گناہوں نے اس کو گھیر لیا ہو، لغزشوں اور خطاؤں نے قیام شب سے اس کو روک دیا ہو اور وہ قیام شب کا خواستگار ہو اور ان عبادت گذاروں کے گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہو جو سحر کے وقت استغفار

کیا کرتے ہیں تو وہ سونے کا ارادہ کرنے اور لیٹنے کے وقت تین مرتبہ استغفار کرے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات پڑھے اور آمن الرسول اور قل یا ایھا الکفرون پڑھ کر سو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت عامہ اور مغفرت کاملہ اور رحمت تامہ سے اس کو گہری نیند سے بیدار فرما دے گا۔ یہی نہیں بلکہ اس کو قیام شب کا اہل بھی بنا دے گا۔ اس کے علاوہ سوتے وقت ان کلمات کو بھی ادا کرے۔

اللھم ایقظنی فی احب الساعات الیك واستعملنی باحب الاعمال لدیك التی تقربنی الیك زلفی وتبعدنی سحطك بعداً اسالك فتعطینی واستغفرك فتنفرلی وادعوك فتتجیب لی اللھم لاتؤمنی مکرك ولا تولنی غیرك ولا ترفع عنی سترك ولا تنسنی ذکرك فلا تجعلنی من الغافلین

(ترجمہ): ''الٰہی جو وقت تجھے سب سے محبوب ہو اس وقت مجھے بیدار فرما دے اور جو اعمال تجھے سب سے زیادہ پسند ہوں ان کا مجھے عامل بنا دے۔ جو مجھے تیرے قرب میں پہنچا دیں اور تیرے غضب سے دور کر دیں۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں تو مجھے دیتا ہے۔ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں تو مجھے معافی دیتا ہے۔ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں تو قبول کرتا ہے۔ اے اللہ!

مجھے دوسروں کے سپرد نہ کر مجھ پر سے اپنا پردہ نہ اٹھا۔
مجھے اپنی یاد کو فراموش نہ کرا اور کبھی بھی غافلوں میں
سے نہ بنانا۔"

جو شخص سوتے وقت مذکورہ الفاظ میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے تین فرشتے نماز کے لئے اس کو بیدار کر دیتے ہیں۔ اب اگر وہ نماز پڑھتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر بندہ نہیں اٹھتا تو فرشتے خلا میں عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت کا ثواب اس شخص کے لئے لکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ جس کسی کو بھی شب بیداری اور کچھ نوافل وغیرہ پڑھنے کی توفیق و نعمت نصیب ہو جائے تو اسے کوشش کر کے اس پر پابندی کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ قدرت حاصل ہو یعنی کوئی شدید عارضہ لاحق نہ ہو جائے یا کسی بیرونی طویل سفر پر نہ جانا پڑ جائے کیونکہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر تھک کر اس کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تہجد کے لئے اٹھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اٹھتے ہی کہے:

الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور
"یعنی شکر ہے کہ اللہ نے مجھے مرنے کے بعد زندہ کیا
اور اسی کے پاس اٹھ کر جانا ہے۔"

پھر سورۂ آلِ عمران کی دس آیات پڑھے اور مسواک کرنے کے بعد یہ پڑھے۔

سبحانك بحمدك لا اله الا انت استغفرك واسالك التوبة فاغفرلي وتب علي انك انت التواب الرحيم۔ اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين واجعلني صبوراً شكوراً واجعلني ممن يذكرك ذكراً كثيراً ويسبحك بكرة واصيلاً

(ترجمہ): ”میں تیری پاکی اور ثنا بیان کرتا ہوں۔ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کی قبولیت کا خواستگار ہوں مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بلاشبہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے۔ الٰہی! مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور پاکیزہ لوگوں میں سے بنا دے اور خوب صابر و شاکر کر دے اور ان لوگوں میں سے کر دے جو کہ تجھے بہت زیادہ یاد کرتے ہیں اور صبح و شام تیری پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔“

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھائے اور ان کلمات کو ادا کرے۔

اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ

برضاك من سخطك واعوذ بك منك لا احصی ثنا
علیك انت كما اثنیت علی نفسك انا عبدك وابن
عبدك ناصیتی بیدك جار فی حكمك عدل فی
قضاء ك هذه یدای بما كسبت وهذه نفسی بما
اجترحت لا اله الا انت سبحانك انی كنت من
الظالمین عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی ذنبی
العظیم انك انت ربی انه لایغفرا لذنوب الا انت ولا
اله الا انت

’’میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ ان کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تیرے عذاب سے معافی مانگتا ہوں اور میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا کی۔ میں تیرا بندہ ہوں تیرا غلام زادہ ہوں۔ میری جان تیرے قبضے میں ہے۔ مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے۔ یہ میرے ہاتھ اپنے کئے میں گرفتار ہیں اور یہ میری جان اپنے ہی کمائے ہوئے میں گرفتار ہیں اور یہ میری جان اپنے کمائے ہوئے اعمال سے وابستہ ہے۔ کوئی بھی تیرے سوا معبود نہیں ہے۔ بلاشبہ بے جا

کام کرنے والوں میں سے ہوں۔ میں نے برے کام
کئے اور اپنی جان پر بڑا ظلم کیا۔ میرا بڑا جرم معاف
فرما۔ لاریب تو ہی میرا پالنہار ہے۔ سوائے تیرے
گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں اور سوائے
تیرے کوئی معبود نہیں۔"

اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور کہے۔

اللّٰہ اکبر کبیرا و الحمد للّٰہ کثیراً وسبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلاً

پھر دس دس مرتبہ ان کلمات کو ادا کرے۔

سبحان اللّٰہ۔ الحمد للّٰہ۔ لا الہ الا اللّٰہ۔ اللّٰہ اکبر۔

اور پھر یہ کہے:

اللّٰہ اکبر ذوالملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ والجلال والقدرۃ

تہجد میں قیام کی حالت میں درج ذیل کلمات طیبات بھی حضور اقدس ﷺ سے منقول ہیں اگر چاہیں تو یہ بھی پڑھ لیں۔

اللھم لک الحمد انت نور السموات والارض ولک الحمد انت بھاؤ السموات والارض ولک الصمد انت زین السموات والارض ولک الحمد انت قیوم السموات والارض ومن فیھن ومن علیھن انت الحق ومنک الحق ولقاء لاحق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق اللھم لک اسلمت وبک

امنت وعليك توكلت وبك خاصمت واليك حاكمت فاغفرلي ماقدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت اللهم ات نفسي تقرها وزكها انت خير من زكاها انت وليها ومولانا اللهم اهدني لاحسن الاعمال فانه لايهدي لاحسنا الا انت واصرف عني سيها الا انت اسالك مسئلة البائس المسكين وادعوك دعا المفتقر الذليل فلا تجعلني بدعائك رب شقيا وكن بي رؤفًا رحيمًا يا خير المسؤلين واكرم المعطين

(ترجمہ): ”اے اللہ! تیرے ہی لئے ثنا ہے۔ تو آسمان اور زمین کا نور ہے تیرے ہی لئے ثنا ہے۔ تو آسمان و زمین کی رونق ہے تیرے لئے ہی ثنا ہے۔ تو آسمان اور زمین کی زینت ہے۔ تیرے لئے ہی ثنا ہے۔ تو آسمان و زمین کو اور جو ان کے اندر ہے اور اوپر ہے سب کو تھامے ہوئے ہے (قائم رکھے ہوئے ہے) تو ہی حق ہے اور تیرے ہی طرف سے (ہر کتاب اور فیصلہ) حق ہے۔ تیرے حضور میں حاضری حق ہے۔ جنت حق ہے دوزخ حق ہے۔ انبیاء علیہم السلام حق ہیں۔ محمد ﷺ حق ہیں۔ الٰہی! میں تیرا اطاعت گذار ہوں تجھ پر یقین رکھتا ہوں۔ تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں۔

تیری ہی قوت پر (تیرے مخالفوں سے) جھگڑا کرتا ہوں اور تیری ہی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرتا ہوں۔ میرے اگلے پچھلے اور چھپے اور ظاہر گناہ بخش دے۔ تو ہی مقدم ہے اور تو ہی موخر ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یاالٰہی میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک فرما دے۔ بے شک سب سے اچھا پاک کرنے والا تو ہی ہے۔ تو اس کا مالک اور آقا ہے۔ الٰہی! مجھے بہترین اعمال کی ہدایت عطا فرما۔ بہترین کاموں کی ہدایت عطا کرنے والا سوائے تیرے کوئی نہیں اور میری طرف سے برے کاموں کو پھیر دے۔ تیرے سوا برے کاموں کا رخ پھیرنے والا کوئی نہیں میں بدحال مسکین کی طرح تجھ سے بھیک مانگ رہا ہوں اور ذلیل فقیر کی طرح تجھے پکار رہا ہوں۔ پروردگار! اپنی پکار میں مجھے بدنصیب نہ بنا اور مجھ پر مہربان و رحیم ہو جا۔ اے وہ ذات جو ہر مسئول سے بدرجہا بہتر اور ہر دینے والے سے زیادہ کریم ہے۔"

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے کسی عقیدت مند نے عرض کیا کہ یاحضرت میں رات کو اچھا خاصا سوتا ہوں۔ تہجد کو اٹھنا چاہتا ہوں۔ وضو کا پانی بھی تیار ہوتا ہے مگر پھر بھی اٹھ نہیں پاتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "تجھے

تیرے گناہ روکے رکھتے ہیں۔''

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مجھ سے ایک غلطی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں متواتر پانچ ماہ تک قیام شب سے محروم رہا۔ پوچھا گیا کہ آخر وہ کون سی غلطی تھی تو فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو روتا دیکھ کر اپنے دل میں کہا تھا کہ یہ ریا کار ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ اولیائے کاملین کس قدر محتاط تھے اور خود احتسابی کے کس اعلیٰ درجہ پر فائز تھے کہ چھوٹی سی چھوٹی غلطی بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہو پاتی تھی۔ ادھر ہم ہیں کہ ہر کس و ناکس پر جملے کستے رہتے ہیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لقمے قیام شب سے روک دیتے ہیں اور بہت سی نگاہیں (حرام نگاہیں) قرأت قرآن سے محروم کر دیتی ہیں۔ بندہ کچھ کھانا کھاتا ہے یا کوئی کام کرتا ہے اور اس کی وجہ سے سال بھر قیام شب سے محروم رہتا ہے۔ بہت جستجو کے بعد مزید نقصان کی شناخت ہوتی ہے اور جستجو کی توفیق گناہ کم کرنے سے ملتی ہے۔

قیام شب کرنے والے کے لئے آخر شب میں سو جانا دو وجوہ سے مستحب ہے ایک تو یہ کہ صبح کو اونگھ نہ ہو کیونکہ صبح کو سونا مکروہ ہے۔ اس لئے سلف فجر کی نماز سے پہلے سونے کو منع کرتے تھے اور نماز کے بعد اونگھنے والے کو سو جانے کا حکم دیتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند کی ایک جھپک لے لیتے تھے۔ دوسری وجہ یہ کہ آخر رات میں سونے سے چہرہ کی زردی جاتی رہتی ہے۔

کیونکہ اگر نیند کی تکلیف اٹھاتا رہے اور نہ سوئے تو زردی قائم رہتی ہے اور چہرہ کی زردی سے اجتناب ضروری ہے۔

رات میں پانی کم پینا چاہئے کیونکہ پانی نیند کو کھینچ کر لاتا ہے اور اس سے چہرے کی زردی بھی ہو جاتی ہے۔ خصوصاً آخر رات میں اور نیند سے جاگتے ہی تو پانی نہ پینا چاہئے۔ کیونکہ معدہ جس قدر خالی ہو گا اسی قدر دھیان عبادت میں لگا رہے گا اور اگر معدہ ہی غذاؤں یا مشروبات سے بھرا ہوا ہو گا تو یقیناً کبھی ڈکار آئیں گے اور کبھی ریاح خارج ہوں گے اور یہ تو یقینی بات ہے کہ جب ریاح خارج ہو جاتا ہے تو پھر وضو از سر نو کرنے کی تو ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ریاح خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جایا کرتا ہے۔

اسی لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اگر شوق ہو عبادات و ریاضات کا تو سالک کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنا معدہ غذاؤں اور مشروبات وغیرہ سے خالی رکھے یعنی بس اتنا کھائے کہ جس سے اس پر غنودگی طاری نہ ہو اور وہ اطمینان قلب اور پوری یکسوئی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو سکے۔

غذاؤں سے اگر معدہ بھرا ہوا ہو گا تو بندہ کسی بھی وقت غنودگی کا شکار ہو سکتا ہے کیونکہ ایک تو رات کا وقت اور دوسرے یہ کہ ہر چہار جانب خاموشی ایسے میں بندے کا جسم بھی سکون کا متلاشی ہوتا ہے اگر ایسے میں بندہ خوب کھا پی لے تو پھر بھلا وہ کیسے رات میں اپنے جسم کو عبادت میں مشغول رکھ سکتا ہے۔ جی ہاں! یہ تجربہ کی بات ہے کہ بندہ

مقررہ تعداد میں کوئی وظیفہ وغیرہ کر رہا ہوتا ہے اور تعداد کے ختم ہونے سے کچھ ہی لمحے قبل اسے اونگھ آ جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ یہ فراموش کر بیٹھتا ہے کہ اس نے کہاں تک پڑھا تھا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ بندہ پورے ہوش وحواس میں ہونا چاہئے۔

ہفتہ بھر کی راتوں کی نمازیں

جمعہ کی رات کی نماز:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شب جمعہ مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعت نفل نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۂ فاتحہ دس مرتبہ پڑھے تو اس کو بارہ برس کے روزوں کے برابر ثواب حاصل ہو گا اور بارہ سال کی عبادت کا ثواب بھی حاصل ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی رات میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے اور بعد اس کے دو رکعت سنت ادا کرے۔ اس کے بعد وہ دس رکعت نوافل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ایک مرتبہ اور معوذ تین ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ پھر تین رکعت وتر بھی ادا کر کے داہنی کروٹ سو جائے اور اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھے تو اس کا اجر یہ ہو گا کہ گویا اس نے ساری رات ہی شب قدر میں گذاری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی عظیم الشان رات اور تابناک

دن بہت مبارک ہے اس میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔

ہفتہ کی رات کی نماز:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی ہفتہ کی شب میں مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں نوافل کی ادا کرے تو رب کریم اس کو جنت الفردوس میں ایک محل عالیشان عطا فرمائے گا۔ اس کی عبادت یوں ہو گی گویا اس نے ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے حق میں صدقہ کیا اور یہ بھی کہ جیسے اس نے یہودی مذہب سے برأت ظاہر کی یوں اس کی بخشش کا حق اللہ کریم علیم و خبیر پر ہو جاتا ہے۔

اتوار کی رات کی نماز:-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی اتوار کی شب میں بیس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ اور معوذ تین ایک ایک بار پڑھے اور اس کے بعد یعنی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار پڑھے اور اپنے نفس اور اپنے والدین کے لئے سو مرتبہ استغفار پڑھے اور سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنی قدرت وقوت سے بیزاری کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وقوت کے آگے جھک جائے پھر اس کے بعد ان کلمات طیبات کو ادا کرے۔

اشهد ان لّآ اله الا اللّٰه واشهد ان ادم صفوة اللّٰه وفطرته وابراهيم خليل اللّٰه عزوجل و موسٰى كليم اللّٰه تعالٰى و عيسٰى روح اللّٰه سبحانه و محمد حبيب اللّٰه عزوجل

تو اس کا اجر تمام اہل اسلام اور جملہ کفار کی تعداد کے برابر ہو جاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ حشر کے روز امان عطا فرمائے گا اور اس کا داخلہ جنت میں انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے ساتھ ہو گا۔

پیر کی رات کی نماز:۔

حضرت انس روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی پیر کی شب میں چار رکعتیں پوری ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص بیس مرتبہ، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تیس مرتبہ اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص چالیس مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد ۷۵ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے ۷۵ مرتبہ استغفار پڑھے پھر ۷۵ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اس کے بعد صدق دل کے ساتھ اپنی حاجات اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ سے مانگے۔

یہ اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ اس کے سوال کو پورا کرے۔

اس نماز کو صلوٰۃ حاجت بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو پیر کی شب میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد آیت الکرسی دس مرتبہ پڑھے اور پندرہ مرتبہ استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا نام اہل جنت میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہوں۔ مگر اس نماز کی بدولت اس کے گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں اور ہر آیت کے بدلہ میں جو اس نے پڑھی ہوتی ہے اسے حج وعمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر ایک پیر سے دوسری پیر تک اس کی موت ہو جائے تو اس کی موت شہادت کی موت لکھی جاتی ہے۔

مگر یہ اسی صورت ہوتا ہے کہ اگر کوئی بندہ ہر پیر کی شب یہ عمل کرتا ہو اور یہ اس کی زندگی کا معمول ہو۔ محض ایک دو مرتبہ پڑھنے سے تو یہ سب کچھ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ یعنی جو فرمایا کہ ایک پیر سے دوسری پیر تک تو اس کا مطلب تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔

منگل کی رات کی نماز:-

ہمارے آقا و مولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی منگل کی شب میں دس رکعتیں نماز یوں ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نصر پانچ مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم علیم وخبیر اس کے لئے جنت الفردوس میں ایک ایسا محل بنوا دے گا جس کا طول وعرض

سات دنیاؤں کے برابر ہوگا۔

محض چند منٹوں کی عبادت کا اجر ہمیں مولیٰ کریم ہمارے آقا و مولیٰ کے صدقہ میں کس قدر عظیم الشان عطا فرماتا ہے۔ اگرچہ اس کو بھی معدودے چند لوگ ہی حاصل کر پاتے ہیں اور اکثر تو خواب خرگوش کے مزے لینے میں رات بسر کر ڈالتے ہیں یعنی اس عظیم الشان انعام کو حاصل کرنے کی سعی نہیں کرتے۔

بدھ کی رات کی نماز:۔

ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بدھ کی رات میں دو رکعت نماز یوں پڑھے کہ اس کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الناس دس مرتبہ پڑھے تو پڑھنے والے کو اس کا یہ اجر حاصل ہوتا ہے کہ اس کے لئے ستر ملائکہ آسمان سے اترتے ہیں جو کہ تا قیامت اس کے لئے ثواب لکھتے رہیں گے۔

آپ خود اندازہ فرمالیں کہ یہ محض ایک رات کی مختصر سی عبادت کا اجر ہے اور اگر بندہ اکثر یہ عبادت کرتا رہے تو اس کے درجات کا بھلا کون اندازہ لگا سکتا ہے سوائے اللہ کریم کے۔

جمعرات کی رات کی نماز:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جمعرات کی رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی، سورۂ اخلاص اور معوذتین پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔

جب سلام پھیر چکے تو پندرہ مرتبہ استغفار پڑھ کر اپنے والدین کو بخش دے۔ اس عمل سے گویا اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ وہ والدین کا عاق شدہ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ رب العزت اس کو شہیدوں اور صدیقوں جیسا ثواب عظیم عطا فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف کر دے گا۔

اللہ کریم علیم و خبیر اپنا رحم و فضل فرمائے اس بندے پر کہ جو خشوع و خضوع، عاجزی، خوف، رغبت، اندیشہ اور بیم و رجا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول رکھتا ہے۔ نماز میں اس کے پیش نظر محض اللہ کریم کی خوشنودی، مناجات اور قیام و قعود و رکوع اور سجود کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کمربستہ رہنا ہوتا ہے۔ اسی کے لئے وہ اپنے دل اور دل کے تصور کو خالی کر لیتا ہے اور ادائے فرائض کی سرگرم کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کو یہ معلوم تو نہیں ہوتا کہ اس نماز کے بعد وہ دوسری نماز پڑھ پائے گا یا دوسری نماز سے پہلے ہی وہ موت کے منہ میں چلا جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور غمگین اور خوفزدہ ہوتا ہے۔ نماز قبول ہونے کی امید لگاتا ہے اور رد کیے جانے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ اگر اس کی نماز قبول ہو گئی تو یہ اس کے لئے

سعادت کی بات ہو گی اور اگر لوٹا دی گئی تو پھر اس کو بدبختی کا سامنا کرنا ہو گا۔

واقعی یہ بڑی ہی غور طلب بات ہے کہ بندہ جو نماز ادا کرتا ہے یا دیگر جو اعمال میں انوار اسلام سے منور ہیں بجا لاتا ہے بہت اہم ہے کیونکہ بندہ یہ جان ہی نہیں سکتا ہے کہ اس کی کوئی نماز یا کوئی عمل یا کوئی نیکی قبول بھی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا کوئی گناہ معاف بھی کیا گیا ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بندہ بے فکری کے ساتھ ہنستا مسکراتا اور خوش رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا بندہ غفلت میں پڑا ہوا ہے اور محض اپنی زندگی کے مزے لوٹ رہا ہے۔

تعجب خیز بات ہے کہ ہر انسان کو ہر دن اور ہر رات اور ہر پل موت دھیرے دھیرے اپنی طرف کھینچ رہی ہے مگر بندہ غفلت کا شکار بنا ہوا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ موت سے ڈرے اور ہرگز اس عظیم خطرہ سے غافل نہ ہونے پائے کیونکہ بحرحال موت کا ذائقہ تو ہر کسی کو چکھنا ہی ہے اور اس بات سے بھی کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے کہ موت کے وقت کا علم کسی کو نہیں۔ چنانچہ ہم سب کو چاہئے کہ اپنے اعمال کی فکر اس طرح کریں کہ جیسے یہ ہمارے آخری اعمال ہیں اور موت کسی بھی وقت ہم تک پہنچنے والی ہے۔

کسی صالح کا قول ہے کہ مجھے دوزخ اور جنت دونوں سے متعلق لوگوں کے بارے میں سخت تعجب ہوتا ہے یعنی ایک سے یعنی دوزخ سے بھاگنے والا کس طرح آرام کی نیند سوتا ہے اور دوسرے یعنی

جنت کے طلب گار کو کس طرح نیند آتی ہے۔ حضور غوث پاک سرکار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ کی قسم! اگر دوزخ سے فرار اور جنت کی طلب دونوں سے تو خالی ہو گا تو تُو عذاب پانے والے بدبختوں کے ساتھ کھلم کھلا تباہ ہو جائے گا۔ تیری بدبختی عظیم الشان ہو گی اور تیرا غم و گریہ طویل ہو گا اور اگر تجھے دوزخ سے فرار اور جنت کی طلب کا دعویٰ ہے تو تیری آرزوئیں تجھے فریب خوردہ نہ بنا دیں۔ جس چیز کی آرزو میں تو مبتلا ہے اس پر تعجب ہے کوشش اور کاوش کا التزام کر، نفس امارہ سے ڈرتا بھی رہ۔

کوشش اور کاوش کا التزام کر، نفس اور شیطان سے ڈرتا رہ ان دونوں کا سوراخ بہت باریک ہے اور یہ بڑے لٹیرے ہیں ان کی مکاریاں خبیث ہیں۔ دنیا کی طرف سے چوکنا رہ یہ اپنی سجاوٹ میں گرفتار تجھے گرفتار نہ کر لے۔ کہیں اپنی بے حقیقت چیزوں سے اور جھوٹ سے اور سرسبزی اور تازگی سے تجھے فریب نہ دے دے۔

نمازِ شب کے خواص تو ان لوگوں کو بیدار رکھنے کے لئے ہوتے ہیں کہ جو بیدار رہنے والے، خشوع کرنے والے، مراقبہ کرنے والے، اپنے قلوب کی نگرانی کرنے والے اور بارگاہ الٰہی میں ہم نشینی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک حکایت نماز کے فضائل کے سلسلہ میں ہمیں یوں حاصل ہوتی ہے کہ حضرت یوسف بن عصام خراسان کی کسی جامع مسجد میں گئے۔ وہاں کچھ لوگ ایک بڑا سا حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ حلقہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حاتم

کا حلقہ ہے۔ حاتم زہد و پرہیز گاری اور بیم و امید کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

حضرت یوسف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ چلو نماز کی بابت ان سے کچھ پوچھیں۔ اگر انہوں نے جواب مناسب دیا تو ان کے پاس بیٹھ جائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور سلام کرنے کے بعد کہا کہ آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ مجھے کچھ دریافت کرنا ہے۔ حاتم نے فرمایا کہ ہاں ہاں سوال کیجئے۔ حضرت یوسف نے پوچھا کہ میں نماز کی بابت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ حاتم نے کہا کہ معرفت کے متعلق یا آداب نماز کے متعلق۔ یہ دو سوال ہیں اور ہر ایک کا جواز لازم ہے۔

حضرت یوسف نے فرمایا آداب کے بارے میں فرمایئے۔ حضرت حاتم نے کہا آداب نماز یہ ہیں کہ حکم کے مطابق تم اٹھو، ثواب کی امید کر کے چلو۔ نیت کر کے نماز شروع کرو۔ اللہ کی تعظیم کے ساتھ تکبیر کہو۔ ترتیل کے ساتھ قرات کرو۔ خشوع کے ساتھ رکوع کرو۔ عاجزی کے ساتھ سجدہ کرو۔ اخلاص کے ساتھ تشہد پڑھو اور رحمت کے ساتھ سلام پھیرو۔

حضرت یوسف کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ اب معرفت نماز کے متعلق بھی ان سے دریافت کیجئے۔ چنانچہ حضرت یوسف نے معرفت نماز کا سوال کیا۔ حاتم نے جواب دیا کہ معرفت نماز یہ ہے کہ جنت کو اپنے دائیں طرف اور دوزخ کو پیچھے، پل صراط کو قدموں

کے نیچے، میزان کو آنکھوں کے سامنے سمجھو اور اللہ تعالیٰ کو ایسا جانو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو بلاشبہ وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔

حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے جوان! ایسی نماز تم کب سے پڑھ رہے ہو۔ حضرت حاتم نے بتلایا کہ عرصہ بیس برس سے۔ حضرت یوسف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھو اور چلو تاکہ ہم پچاس برس کی نمازیں دوبارہ پڑھیں کیونکہ ایسی نماز تو ہم نے کبھی پڑھی ہی نہیں۔ پھر حضرت حاتم سے پوچھا کہ آپ کو یہ علم کہاں سے حاصل ہوا۔ حضرت حاتم نے نہایت ادب سے جواب دیا کہ حضور! ان تحریروں سے جو کہ آپ ہم کو لکھواتے تھے۔

ایک اور بات بھی قابل غور وفکر ہے کہ اگر کوئی نماز میں کوئی قصور یا کسی واجب یا آداب صلوٰۃ میں سے کسی حصہ کو ترک کر رہا ہے تو دیکھنے والے پر واجب ہے کہ اس کو وعظ ونصیحت کرے اور نرمی کے ساتھ بتائے تاکہ وہ آئندہ نماز اپنی کو درست کر لے اور گذشتہ کے لیے معافی کا طلبگار ہو۔ ہاں یہ بھی اہم بات ہے کہ اگر دیکھنے والا ایسا نہیں کرے گا تو کرنے والے کا شریک جرم قرار دیا جائے گا اور اس کا بار گناہ اس پر بھی ویسا ہی ہوگا۔

ہمارے آقا ومولیٰ محمد کریم رؤف الرحیم ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے کہ جاہل کی وجہ سے عالم کی تباہی ہوگی کیونکہ عالم اس کو سکھاتا نہ تھا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ نہ جاننے والے کو بتانا عالم پر لازم و واجب ہے۔ اسی

لئے تو حضور انور ﷺ نے اس کو تباہی سے ڈرایا ہے اور ڈرایا تو اسی کو جاتا ہے جو کہ واجب یا فرض کا تارک ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کو نماز خراب کرتے دیکھا اور نہیں روکا تو اس خراب نماز کے بار اور خرابی میں وہ بھی شریک ہی تصور کیا جائے گا اور ایسا شخص ابلیس کے موافق ہو جائے گا۔ ابلیس تو چاہتا ہی یہی ہے کہ گناہ کرتے دیکھ کر بندہ خاموش رہے اور جس نیکی اور پرہیز گاری کا حکم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے اس میں تعاون نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

تعاونوا علی البر والتقوٰی

''یعنی باہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا واجب ہے۔''

مگر شیطان تو چاہتا ہے کہ دین نابود ہو جائے اور اسلام دنیا سے چلا جائے اور مخلوق میں سبھی مرد و زن گناہ کرنے لگیں پس عقلمند کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی بھی حال میں شیطان کے کہنے پر چلے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن سعد کی روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ جب تک چھپا رہتا ہے تو کرنے والے کے علاوہ کسی اور کو ضرر نہیں پہنچاتا اور جب کھل کر سامنے آ جائے اور اس کی اصلاح نہ کی جائے تو اس کا ضرر عام طور پر پہنچتا ہے۔ چنانچہ صالح لوگوں پر لازم ہے کہ جس سے گناہ سرزد ہو رہا ہو اس کو رد کریں اور اس کی اصلاح کریں۔ مگر جب لوگ خاموش رہتے ہیں تو خرابی بڑھ جاتی ہے اور اس کا وبال پھر سبھی پر آتا ہے۔ کیونکہ بدکاروں کی بدکاری

میں نیکیوں کی بھی شرکت ہو جاتی ہے بشرطیکہ انہوں نے روکا نہ ہو اور نصیحت نہ کی ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز گویا ایک پیمانہ ہے جو پورا دے گا اس کو پورا دیا جائے گا اور جو کم دے گا تو تم جانتے ہو کہ کم دینے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔

رجب کے پہلے جمعہ کی شب کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کا مہینہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا، اس میں خصوصی مغفرت ہوتی ہے۔ اس میں خوفوں کی حفاظت رکھی جاتی ہے۔ اس میں اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی میں اپنے دوستوں کو دشمنوں کے ہاتھوں رہائی دلائی۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھے گا پھر روزہ کے بعد شب جمعہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھے گا اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر تین بار اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرے گا۔ (چھ سلام یعنی دو دو کر کے بارہ رکعتیں ادا کرے گا) پھر جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ستر مرتبہ مجھ پر درود شریف بھیجے گا اور پھر سجدہ میں جا کر ستر مرتبہ:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ

پڑھے اور سجدہ سے سر اٹھا کر ستر مرتبہ:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ تَجَاوَزْعَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزَ الْاَعْظَمُ

پڑھے اور دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی وہی کچھ پڑھے جو کہ پہلے سجدہ میں پڑھا تھا اور پھر سجدہ کی حالت ہی میں اللہ کریم سے اپنی مراد کو طلب کرے تو اس کی مراد اگر نیک ہو گی تو ضرور پوری کی جائے گی۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو بندہ یا بندی یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ پہاڑوں کے ہم وزن ہوں یا بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی نہیں بلکہ قیامت کے دن اس کی شفاعت سات سو گھر والوں کے لئے قبول کی جائے گی۔ قبر کی پہلی رات میں اس نماز کا ثواب شگفتہ چہرے اور فصیح زبان کے ساتھ اس کے سامنے آئے گا اور اس سے کہے گا میرے پیارے تجھے بشارت ہو ہر مصیبت سے تجھے نجات مل گئی۔

یہ شخص کہے گا کہ تو کون ہے؟ اللہ کی قسم میں نے تو تیری شکل سے زیادہ حسین شکل کسی آدمی کی کبھی نہیں دیکھی۔ نہ تیرے کلام سے زیادہ شیریں کلام کوئی سنا، نہ تیری خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو سونگھی۔ ثواب کہے گا کہ میرے پیارے میں تیری اس نماز کا ثواب ہوں جو تو نے

فلاں رات فلاں مہینہ فلاں سال میں پڑھی تھی۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تیری حاجت کو پورا کروں۔ تنہائی میں تیرا مونس بنوں اور تیری گھبراہٹ کو تجھ سے دور کروں۔ جب صور پھونکا جائے گا تو میدان قیامت میں تیرا سایہ بن جاؤں گا۔ تجھے بشارت ہو۔ اپنے مولیٰ کی طرف سے کبھی تو خیر سے محروم نہیں ہو گا۔

ماہ رجب کی پہلی رات کی فضیلت:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ یوں دعا فرماتے کہ یا الٰہی! رجب اور شعبان میں ہم کو برکت عطا فرما اور رمضان تک ہم کو پہنچا۔

رجب کی پہلی رات میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا مستحب ہے۔ آج رات عرض گزاروں نے تیری خدمت میں عرضیاں گزارنے، قصد کرنے والوں نے قصد کیا۔ طلب گاروں نے تیرے فضل وکرم کی آس لگائی۔ آج کی رات تیری رحمتوں، انعامات، عطیات اور بخششیں عام ہیں۔ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہے گا تو ان کو نوازے گا اور جن پر تیری عنایت نہ ہو گی ان سے روک لے گا۔

میں تیرا محتاج بندہ ہوں۔ تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں۔ میرے مولیٰ اس رات اگر کسی مخلوق پر تو فضل کرے اور اپنی عنایت سے کسی کو کچھ عطیہ مرحمت فرمائے گو سب سے پہلے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اور آپ کی آل پاک اور آپ ﷺ کے اصحاب

رضی اللہ عنہم پر رحمت نازل فرما اور اپنے فضل و احسان سے مجھ گناہگار پر اپنی نوازش فرما یارب العالمین۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم رجب کی اول شب میں عبادت کے بعد یوں دعا کیا کرتے تھے" یا الٰہی! محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما اور آپ کی آل پر بھی جو حکمت کے چراغ ہیں، نعمت عطا کرتے ہیں اور عصمت کے معدن ہیں اور مجھے ان کی وجہ سے ہر برائی سے محفوظ فرما۔ ناتجربہ کاری اور غفلت پر میری پکڑ نہ کرنا میرا انجام کار حسرت و پشیمانی کو نہ بنانا تو مجھ سے راضی ہو جا۔ بلاشبہ تیری معافی گناہگاروں ہی کے لئے ہے اور میں گناہگاروں میں سے ہوں۔

یاالٰہی! بخش دے میری وہ نافرمانیاں جو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور عطا فرما وہ فرمانبرداریاں جن کا تو محتاج نہیں۔ تیری رحمت وسیع ہے تیری حکمت عجیب ہے۔ مجھے فراخی، آرام، صحت، امن، شکر، عافیت اور تقویٰ عطا فرما اور صبر وصداقت کے پانی سے بھرے ہوئے برتن مجھ پر اور اپنے دوستوں پر بہا دے۔ مجھے آسانی عنایت فرما اور اس کے ساتھ دشواری نہ دے اور تمام چیزیں ہی میرے تمام گھر والوں کو میری اولاد کو میرے دینی بھائیوں کو، میرے والدین کو، تمام مسلمان عورتوں اور مردوں کو عطا فرما۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رجب کا جب چاند دیکھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان! اگر اس مہینہ

میں کوئی مومن مرد یا عورت تیس رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون تین تین مرتبہ پڑھے تو اس کے گناہ اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور اس کو پورے مہینہ بھر کے روزوں کے برابر ثواب عطا کرے گا اور آئندہ برس تک نماز پڑھنے والوں میں اس کا شمار ہو گا۔ (یعنی سال بھر کی نمازوں کا ثواب اس کو حاصل ہو گا۔)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے کہ میں یہ نماز کس طرح اور کب پڑھوں۔ فرمایا سلمان! شروع ماہ میں دس رکعتیں پڑھو اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون تین تین مرتبہ پڑھو۔ جب سلام پھیر چکو تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ان کلمات کو ادا کرو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کی حکومت ہے۔ وہی حمد کا مستحق ہے۔ وہی زندگی عطا فرماتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ وہی صاحب حیات ہے اور اسی کے لئے خیر ہے اور وہی جو چاہے کر سکتا ہے۔ الٰہی! جو چیز تو عطا

فرمائے اس کو روکنے والا کوئی نہیں اور تو نہ دے تو کوئی
دینے والا نہیں ہے اور کسی مقدرت والے کو تجھ سے
اس کی مقدرت بچا نہیں سکتی۔"
یہ سب پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرے۔

صلوۃ التسبیح

نماز اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے زیادہ بہترین اور موثر ذریعہ ہے۔ اسی لیے اللہ کے محبوب حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

قرة عینی فی الصلوٰة

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی امت کو بھی اس کام کی ترغیب دیتے تھے۔ انہی نفلوں نمازوں میں ایک نفل نماز ''صلوٰۃ التسبیح'' ہے جس کی نفل نمازوں میں سب سے زیادہ فضیلت واہمیت بیان ہوئی ہے۔

حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ:

''جو کوئی شخص بھی صلوٰۃ التسبیح کی نماز پڑھتا ہے تو اس کے اگلے، پچھلے، ظاہر، پوشیدہ، پرانے، نئے، عمداً، سہواً، چھوٹے بڑے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

جامع ترمذی کی جلد نمبر ا کے صفحہ نمبر ۱۰۹ اور الترغیب والترہیب

کی جلد ۱ کے صفحہ نمبر ۲۶۹ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہوا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

''اے عباس: اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں آپ کی بخشش کروں؟ کیا میں آپ کو بہت مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا میں آپ کو ایسی چیز دوں کہ جب تم اس کو کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، بھول کر کیے ہوئے اور جان کر کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپ کر کیے ہوئے اور ظاہراً کیے ہوئے سب معاف فرما دے گا، وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نماز (نفل) صلوۃ التسبیح اس طرح سے پڑھو کہ جب الحمد شریف اور سورۃ پڑھ چکو تو کھڑے ہی کھڑے رکوع سے پہلے (کلمہ سوم):

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

پندرہ مرتبہ کہو، پھر رکوع کرو تو رکوع میں ان کلمات کو دس مرتبہ کہو، پھر رکوع سے کھڑے ہوکر (قومہ میں) دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ میں جاکر دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ سے اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر) دس مرتبہ کہو، پھر دوسرا سجدہ کرو، اور اس (دوسرے سجدہ

میں) دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور دس
مرتبہ کہو، اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو، یہ ہر رکعت میں
۷۵ مرتبہ ہوئے (اور چاروں رکعتوں میں ملا کر ۳۰۰
ہوئے)۔"

یہ ترکیب بتا کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ کرو تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو عمر بھر میں ایک مرتبہ (تو) پڑھ ہی لو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے اور ابوالجوزا تابعی روزانہ ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد میں آجاتے تھے اور جماعت کھڑی ہونے تک پڑھ لیا کرتے تھے' حضرت عبدالعزیز بن ابی رداد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جسے جنت درکار ہو اسے چاہئے کہ صلوۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔

ابوعثمان حیری فرمایا کرتے تھے کہ مصیبتوں اور غموں کے دور کرنے کے لئے صلوۃ التسبیح جیسی بہتر چیز میں نے نہیں دیکھی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو تم آنا تم کو ایک بخشش کروں گا، ایک چیز عطا کروں گا، ایک عطیہ دوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ مجھے کوئی مال عطا فرمائیں گے جب میں آپ ﷺ

کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل جائے تو چار رکعت نماز پڑھو (اس طریقہ سے جو پہلی روایت میں بیان ہوا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے بھی زیادہ گنہگار ہوں گے تو بھی تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) اگر میں اس وقت اسے ادا نہ کرسکوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں اس کو پڑھ لیا کروں۔

معارف الحدیث میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نماز کے بارے میں ایک خاص نکتہ لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں میں (خاص کر نفل نمازوں میں) بہت سے اذکار اور دُعائیں ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو بندے ان اذکار اور دُعاؤں پر ایسے قابو یافتہ نہیں ہیں کہ اپنی نمازوں میں ان کو پوری طرح شامل کرسکیں اور اس وجہ سے ان اذکار و دعوات والی کامل ترین نماز سے وہ بے نصیب رہتے ہیں ان کے لیے یہی صلوٰۃ التسبیح اس کامل ترین نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے ذکر اور تسبیح و تحمید کی بہت بڑی مقدار شامل کردی گئی ہے اور چونکہ ایک ہی کلمہ بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے عوام کے لیے بھی اس نماز کا پڑھنا مشکل نہیں ہے۔

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔

معارف السنن کے صفحہ نمبر ۲۸۲ میں حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لیے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

حضرت علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے صلحاء کے کارناموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہیں سمجھنا چاہیے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ:۔

فتاویٰ رحیمیہ کی جلد ۴ کے صفحہ نمبر ۴۳۱ پر مرقوم ہے کہ احادیث میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے بتائے گئے ہیں ایک طریقہ وہ ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمایا ہے اور ایک طریقہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے یہ دونوں روایات ترمذی شریف میں موجود ہیں۔ پہلا طریقہ اگرچہ سند کے اعتبار سے قوی ہے مگر دونوں طریقے صحیح اور قابل عمل ہیں جو طریقہ آسان معلوم ہو اس کو اختیار کیا جائے بہتر یہی ہے کہ کبھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ طریقے پر عمل کیا جائے اور کبھی حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ طریقے پر عمل کیا جائے۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

یہاں ناظرین کی سہولت کے لیے دونوں طریقے الگ الگ بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلا طریقہ:-

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا پہلا طریقہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہیں یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا تھا جیسا کہ شروع کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعات کی نیت باندھ کر پہلی رکعت میں کھڑے ہو کر:

سبحانك اللهم، اعوذ بالله بسم الله سورهٔ فاتحه

اور کوئی سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور رکوع میں:

سبحان ربی العظیم

کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر قومہ میں:

سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد

کے بعد دس مرتبہ پڑھیں، پھر پہلے سجدہ میں:

سبحان ربی الاعلی

کے بعد دس مرتبہ پڑھیں، پھر پہلے سجدہ سے بیٹھ کر جلسہ میں دس مرتبہ تسبیح پڑھیں، پھر دوسرے سجدہ میں:

سبحان ربی الاعلی

کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر دوسرے سجدہ سے:

اللہ اکبر

کہہ کر بیٹھ جائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر بغیر:

اللہ اکبر

کہے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں پھر اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت مکمل کریں۔

دوسری اور چوتھی رکعت کے قعدہ میں پہلے دس مرتبہ تسبیح پڑھیں اور پھر التحیات پڑھیں۔

قارئین کی سہولت کے لیے یہ طریقہ نقشہ کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

سبحانك اللھم ، اعوذ باللہ، بسم اللہ، ۱۵ مرتبہ پڑھیں
سورۃ فاتحہ اور سورت کے بعد رکوع سے پہلے
پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد ۱۰ مرتبہ پڑھیں
پھر قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کے بعد
۱۰ مرتبہ پڑھیں
پھر پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد ۱۰ مرتبہ پڑھیں
پھر جلسہ میں (دو سجدوں کے درمیانی وقفہ) ۱۰ مرتبہ پڑھیں
پھر دوسرے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد
۱۰ مرتبہ پڑھیں
پھر دوسرے سجدے سے بیٹھ کر ۱۰ مرتبہ پڑھیں
ٹوٹل: ۷۵ مرتبہ

اسی ترتیب سے چاروں رکعات میں تسبیح پڑھیں اس طرح چار رکعات میں کل تسبیحات تین سو مرتبہ ہو جائیں گی۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات دس مرتبہ التحیات شروع کرنے سے پہلے پڑھیں گے پھر التحیات پڑھیں گے۔

دوسرا طریقہ:-

یہ طریقہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اور وہ اس نماز کو اس طریقہ سے پڑھا کرتے تھے۔

پہلی رکعت میں کھڑے ہو کر:

سبحانك اللهم

پڑھنے کے بعد مگر:

اعوذ بالله، بسم الله،

اور سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں، پھر:

اعوذ بالله، بسم الله،

سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر، رکوع میں جانے سے پہلے دس مرتبہ تسبیح پڑھیں پھر رکوع میں:

سبحان ربی العظیم

کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں:

سمع الله لمن حمده

اور:

ربنا لك الحمد

کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں، پھر پہلے سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں دس مرتبہ تسبیح پڑھیں، پھر دوسرے سجدہ میں کی تسبیح کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور اسی ترتیب سے دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیح پڑھیں تاکہ چاروں رکعات میں کل تسبیح تین سو مرتبہ ہو جائے البتہ دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے ہی پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں گے اور تیسری رکعت میں:

سبحانك اللهم

کے بعد مگر:

اعوذ باللّٰه

سے پہلے پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں گے۔

سہولت کے لیے یہ طریقہ نقشہ کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔

پہلی رکعت میں	تسبیحات کی تعداد
سبحانك اللهم کے بعد اعوذ باللّٰه سے پہلے	۱۵ مرتبہ پڑھیں
سورۂ فاتحہ اور سورت ملانے کے بعد	
رکوع میں جانے سے پہلے	۱۰ مرتبہ پڑھیں
رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں
قومہ میں سمع اللّٰه لمن حمده	
ربنا لك الحمد کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں
پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلی کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں

پہلے سجدہ سے بیٹھ کر جلسہ میں ۱۰ مرتبہ پڑھیں
دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد ۱۰ مرتبہ پڑھیں
ٹوٹل: ۷۵ مرتبہ

دوسرے سجدہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جائیں اسی ترتیب سے باقی رکعات ادا کریں اس طرح ایک رکعت میں ۷۵ مرتبہ اور چار رکعت میں ۳۰۰ مرتبہ تسبیح پڑھیں۔

دوسری اور چوتھی رکعت میں سبحان اللھم اور اعوذ باللہ نہیں ہے اس لیے ان رکعتوں میں کھڑے ہوتے ہی ۱۵ مرتبہ تسبیحات پڑھیں اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر باقی رکعت پہلی رکعت کی طرح پوری کریں البتہ تیسری رکعت کے شروع میں چونکہ:

سبحانك اللهم

اور:

اعوذ باللّٰہ

پڑھنا افضل ہے لہٰذا:

سبحانك اللهم

پڑھ کر پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں اور پھر باقی رکعت پوری کریں۔

نیت: —

میں نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز نفل صلوۃ التسبیح کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا قبلہ کی طرف۔ اللہ اکبر

صلوٰۃ التسبیح کے مسائل:۔

☆ اس نماز کے لئے کوئی سورۃ مقرر نہیں ہے جو بھی سورۃ چاہے پڑھ لے، بعض روایتوں میں ہے کہ بیس آیتوں کے قریب قریب قرأت پڑھے۔

☆ ان تسبیحات کو زبان سے ہرگز نہ گنے، کیونکہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی، انگلیاں جس جگہ رکھی ہوں ان کو وہیں رکھے رکھے اسی جگہ دباتی رہے۔

☆ اگر کسی جگہ پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے، البتہ! بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء رکوع سے کھڑے ہوکر اور دونوں سجدوں کے درمیان نہ کرے' اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب بیٹھے تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضا نہ کرے (بلکہ ان کی تسبیحات دس مرتبہ پڑھ لے) اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی تسبیحات ادا کرے۔

فائدہ: (۱) یہ نماز ہر وقت ہوسکتی ہے سوائے ان وقتوں کے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

فائدہ: (۲) بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑھ لیا کرے' جیسا کہ ایک حدیث میں بعد زوال کے الفاظ آئے ہیں اور بعد زوال موقع نہ ملے تو جس وقت چاہے پڑھ لے۔

فائدہ: (۳) بعض روایات میں ان چار کلموں یعنی

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے

ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بھی آیا ہے، لہٰذا اس کو بھی ملا لیا جائے تو بہتر ہے۔

فائدہ: (۴) دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے اور رکوع وسجدہ میں پہلے تسبیح (یعنی:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ

اور

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

پڑھے، اور بعد میں ان کلمات کو پڑھے۔

فائدہ: (۵) دوسرا طریقہ اس نماز کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ

آخر تک پڑھنے کے بعد الحمد شریف سے پہلے ان کلمات کو پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، اور باقی سب طریقہ اسی طرح سے ہو جو پہلے طریقہ میں گزرا۔

اب اس صورت میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پہلی اور تیسری رکعت کے ختم پر ان کلمات کو پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کو پڑھا جائے گا، (کیونکہ ہر رکعت میں دوسرے سجدے تک پہنچ کر ہی ۷۵ کی تعداد پوری ہوجائے گی علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے

کہ دونوں طریقوں پر عمل کرلیا کرے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں کے استاد ہیں اس نماز کو اسی طریقہ سے پڑھا کرتے تھے جو ابھی بعد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

☆ اگر کسی وجہ سے سجدۂ سہو پیش آجائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے، البتہ! کسی جگہ بھولے سے تسبیحات پڑھنا بھول آئی ہو جس سے ۷۵ کی تعداد میں کمی ہورہی ہو اور اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کو سجدۂ سہو میں پڑھ لے۔

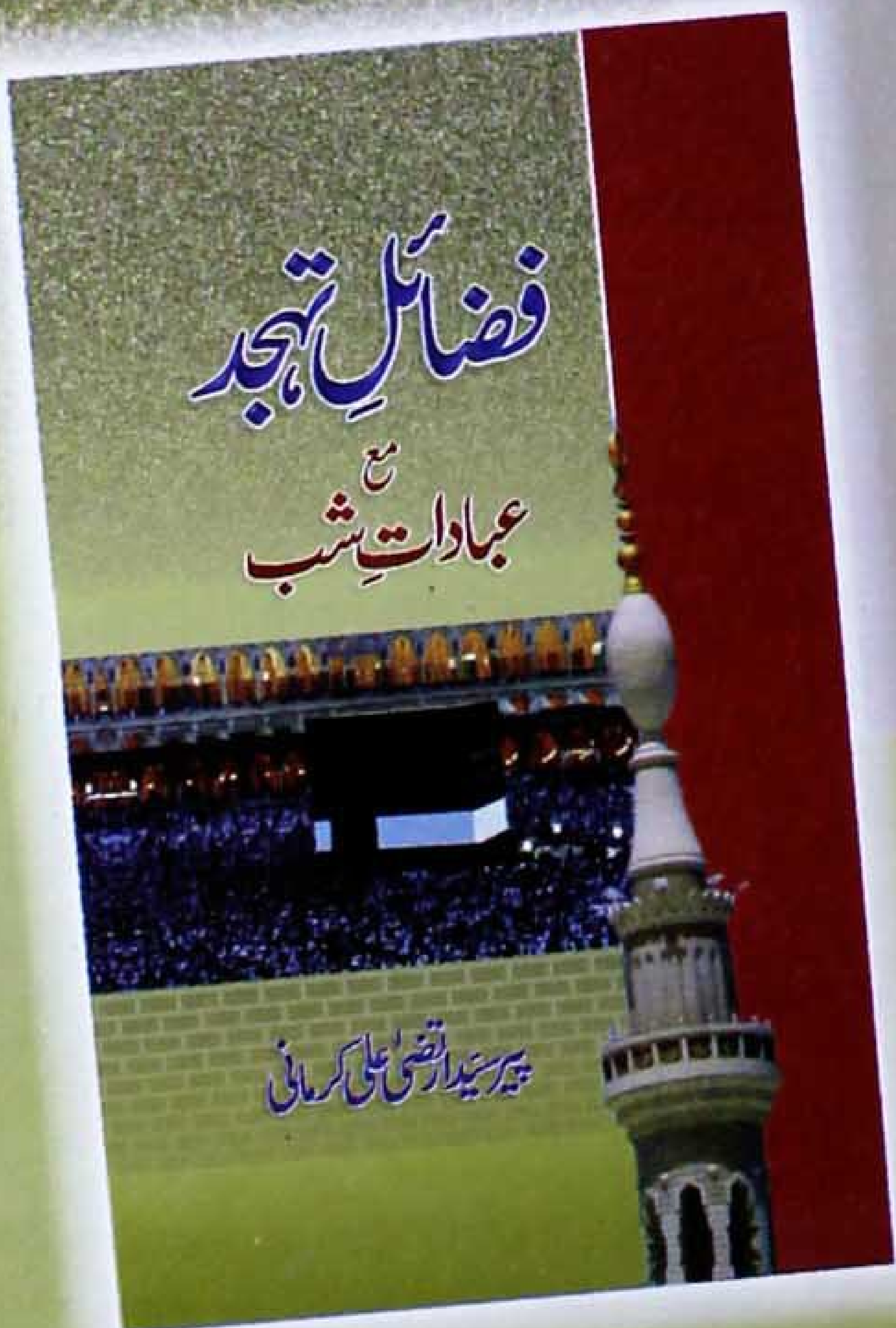

علم و دانش پبلی کیشنز

الوہاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0321-4339877 | 0300-4980245
E-mail: alburhan_academy@yahoo.com